﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک 13/اپریل 2007ء | 23/ربیع الاوّل 1428 ہجری قمری ❁ 13/شہادت 1386 ہجری شمسی | شمارہ15

سنو اور اطاعت کرو

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''تمہارے لئے سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔تنگدستی میں ، خوشحالی میں ، خوشی میں ، ناخوشی میں ، حق تلفی میں بھی اور ترجیحی سلوک میں بھی۔غرض ہر حال میں اطاعت فرض ہے۔''

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء حديث نمبر 3419)

❁❁❁❁❁❁❁

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام﴾

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔میرے ساتھ تعلق اخوّت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔

''اس جگہ مَیں اس بات کا اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔میرے ساتھ تعلق اخوّت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔

سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نور دین ہے۔مَیں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔اُن کے دل میں جو تائیدِ دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حُسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ اُنہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔اُن کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی مولوی حکیم نورالدین بھیروی معالج ریاست جمّوں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں۔

مولنا ،مرشدنا، امامنا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عالی جناب میری یہ دعا ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدّد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفاء دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔حضرت پیرو مرشد مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔حضرت پیرو مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔دعا فرماویں کہ میری موت صدّیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمّت اور ان کی غمخواری اور جان نثاری جیسے اُن کے قال سے ظاہر ہے اُس سے بڑھ کر اُن کے حال سے اُن کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں۔اُن کی رُوح محبت کے جوش اور مستی سے اُن کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔لیکن یہ نہایت درجہ کی بے رحمی ہے کہ ایسے جانثار پر وہ سارے فوق الطاقت بوجھ ڈال دیئے جائیں جن کا اُٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔بے شک مولوی صاحب اس خدمت کو بہم پہنچانے کے لئے تمام جائداد سے دستبردار ہو جانا اور ایوب نبی کی طرح یہ کہنا کہ ''مَیں اکیلا آیا اور اکیلا جاؤں گا'' قبول کرلیں گے۔لیکن یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے کہ اس پُر خطر اور پُر فتنہ زمانہ میں کہ جو ایمان کے ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اُس کے بندے میں ہونا چاہئے بڑے زور و شور کے ساتھ جھٹکے دے کر ہلا رہا ہے اپنے اپنے حُسن خاتمہ کی فکر کریں اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالوں کے فدا کرنے اور پیارے وقتوں کو خدمت میں لگانے سے حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کے اُس غیر متبدّل اور مستحکم قانون سے ڈریں جو وہ اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:93)۔یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجُز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

اس جگہ میں اپنے چند اور دِلی دوستوں کا بھی ذکر مناسب سمجھتا ہوں جو اس الٰہی سلسلہ میں داخل اور میرے ساتھ سرگرمی سے دلی محبت رکھتے ہیں۔ازاں جملہ اخویم شیخ محمد حسین مراد آبادی ہیں جو اس وقت مراد آباد سے قادیان میں آکر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہیں۔شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ۔وہ مجھ سے محض للہ غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں اُن کا دل حُبّ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں۔مَیں انہیں مراد آباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن میں ہے وہ کسی دن دوسروں میں بھی سرایت کرے گی۔شیخ صاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہیں مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہیں۔ہر طرح سے اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد اُن کے رگ و ریشہ میں رچا ہوُا ہے۔

ازاں جملہ اخویم فضل دین بھیروی ہیں۔حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے ہیں مَیں اُس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔وہ میرے سچے خیر خواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں۔بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی اور اپنے الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں مَیں نے کئی لوگوں سے اس اشتہار کے لکھنے کا تذکرہ کیا کوئی مجھ سے متفق الرائے نہیں ہوا۔لیکن میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ مَیں ان سے ذکر کرتا خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے محرّک ہوئے اور اُس کے اخراجات کے واسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا۔مَیں اُن کی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ اُن کے ارادے کو خدا تعالیٰ کے ارادے سے توارد ہو گیا۔وہ ہمیشہ در پردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض اِبْتِغَآءً لِمَرْضَاتِ اللّٰهِ اس راہ میں دے چکے ہیں۔خدا تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر بخشے''۔

(فتح اسلام۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ 35تا39)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

...... **ضلع منڈی بہاء الدین** کے علاقہ سیرا میں ایک احمدی محمد اشرف صاحب کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ مرحوم نے موقعہ ہی پر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ ایک معصوم انسان کی جان لینے والا بے رحم انسان کوئی اور نہیں بلکہ پنجاب پولیس کا ایک اہلکار اے ایس آئی ریاض گوندل تھا۔ اس ظالمانہ حرکت کے بعد ریاض گوندل نے قادر آباد تھانہ میں گرفتاری دے دی۔ اُس نے قادر آباد تھانہ کے SHO نذیر احمد کے سامنے اقبال جرم کرتے ہوئے بتایا کہ اُس نے محمد اشرف کی جان اس لئے لی کہ اس نے سُنّی عقیدہ کو ترک کر کے احمدیت قبول کر لی تھی۔ اس ظالم کا یہ بیان روزنامہ Daily Times کی 2 /مارچ 2007ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ پاکستان کے موقر روزنامہ ڈان کی 2 /مارچ 2007ء میں دی گئی خبر کے مطابق ریاض گوندل نے گرفتاری دینے کے بعد میڈیا کو بتایا کہ اُس نے ایسا اس لئے کیا کیونکہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ نتیجہ ہے اُس جھوٹے پراپیگنڈا کا جس کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ انتہا پسند مُلّاؤں نے یہ جھوٹ اسی لئے عام کر رکھا ہے تا کہ عوام الناس ان کے دھوکے میں آکر قتل و غارت اور فرقہ واریت کے بازار کو گرم کئے رکھیں۔ محمد اشرف مرحوم کی شہادت اس بات کی شہادت بھی ہے کہ اسلام کے نام پر پھیلایا جانے والا جھوٹ کس طرح پاکستانی معاشرے کی رگوں میں زہریلا خون بن کر دوڑنے لگا ہے۔

محمد اشرف صاحب نے کچھ برس قبل احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے ابتداءً قبول احمدیت کی خبر کو مصلحتاً اخفا میں رکھا مگر بعد ازاں اسے عام کر دیا۔ گاؤں کے لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور جلتی پر تیل کا کام مقامی مُلّاؤں کے مغلّظات پر مبنی خطبات نے کیا جو انہوں نے گاؤں کی مساجد میں لاؤڈ سپیکروں پر دیئے۔ اس واقعہ سے ایک ہفتہ قبل محمد اشرف صاحب کے ایک عزیز کی شادی پر گاؤں نے ان کے بائیکاٹ کا مظاہرہ کیا۔ تمام ماحول کو سازگار پاتے ہوئے ریاض گوندل نے قانون اور شریعت کو ہاتھ میں لیتے ہوئے محمد اشرف پر حملہ کر دیا۔ وہ حملہ جس کے نتیجہ میں ایک معصوم انسان اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ پسماندگان میں مرحوم نے ایک بیوہ اور تین بیٹیاں چھوڑیں۔ وہ گھرانہ جس کے لئے آمدن کا واحد ذریعہ محمد اشرف شہید تھے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

...... **پسماندگی کی طرف ایک اور قدم:**

روزنامہ خبریں کی 12 /فروری 2007ء کی اشاعت میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق پاکستان سے باہر مقیم پاکستانیوں کو قومی شناختی کارڈ کی درخواست دیتے وقت یہ حلفیہ بیان دینا ہوگا کہ وہ ختم نبوت کے اُس عقیدہ پر یقین رکھتا ہے جو نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت نے وضع کر رکھا ہے۔ اس رپورٹ کو روزنامہ خبریں کے رپورٹر نے مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبد الطیف خالد چیمہ سے منسوب کیا ہے اور انہوں نے اسے وزارت داخلہ کے ترجمان سے۔

ابھی تک بیرونِ پاکستان مقیم پاکستانی شہریوں کو قومی شناختی کارڈ کی درخواست دیتے وقت ایسے کسی حلف پر دستخط نہیں کرنے ہوتے تھے۔ تاہم گزشتہ سال ختم نبوت اکیڈمی لندن، احرارِ ختم نبوت مشن گلاسگو (سکاٹ لینڈ) اور ختم نبوت سینٹر بلجیم نے اس بات پر احتجاج کیا اور یوں اب اس خبر کے مطابق تازہ طبع شدہ فارم میں مسلمان کہلانے کے لئے اس حلف نامہ پر دستخط کرنے ہونگے کہ میں فلاں مولوی کے اسلام کا ماننے والا ہوں۔ بصورت دیگر آپ غیر مسلم اقلیتوں میں شمار ہونگے۔ جہاں دنیا میں مدعیانِ تحفظ ختم نبوت کے کرنے کے اور بہت سے کام ہیں وہاں مذکورہ بالا تنظیمیں سڑکوں پر نکل کر یہ احتجاج کر رہی ہیں کہ فلاں دستاویز کی درخواست کے فارم پر فلاں خانہ ضرور ہونا چاہیے۔ انہی تنظیموں نے حکومت پاکستان سے اپیل بھی کی ہے کہ ''قادیانیوں'' کو پاکستان بھر میں بھی اور پاکستان کے سفارتخانوں میں بھی کلیدی آسامیوں سے برطرف کر دیا جائے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

...... **ربوہ :**

ربوہ میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے احباب پر مجلس ختم نبوت اور بعض معاملات میں تو خود پولیس کی طرف سے مقدمات کی ایک لمبی فہرست دائر کی جا چکی ہے۔ کئی سالوں میں ہونے والے یہ مقدمات ایسے معاملات پر ہیں، مثلاً السلام علیکم کہنا، حضرت محمد مصطفیٰؐ کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا، قرآنی آیات کا حوالہ دینا۔ ان جرائم کی پاداش میں مختلف عدالتوں میں احمدیوں کی ایک بڑی تعداد پر مقدمات چل رہے ہیں۔ 14 /فروری 2007ء کو چنیوٹ کی عدالت میں صرف احمدیوں کے 45 مقدمات کی سماعت طے تھی۔ مجسٹریٹ صاحب ان مقدمات کی سماعت کے لئے تشریف نہ لا سکے اور یوں ان مقدمات کی سماعت ملتوی کر دی گئی۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ پاکستان میں مقیم معصوم احمدیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ظالموں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور شریر اور فتنہ پرور مُلّاؤں کو خود اپنی گرفت میں لے کر ان کے فتنوں اور شرارتوں سے نہ صرف احمدیوں کو بلکہ تمام پاکستانی عوام کو بچائے اور ان کے فتنے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق خود انہی میں لوٹ جائیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِقْھُمْ تَسْحِیْقًا ۔

(مرتبہ: آصف محمود باسط)

(منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

ایمان مُجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قُربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے

دل پاک کر دے میرا دُنیا کی چاہتوں سے
سُبُّوحیّت سے حصّہ سُبحان مجھ کو دے دے

دل جل رہا ہے میرا فُرقت سے تیری ہر دم
جامِ وصال اپنا اے جان مجھ کو دے دے

کر دے جو حق و باطل میں امتیازِ کامل
اے میرے پیارے ایسا فرقان مجھ کو دے دے

ہم کو تِری رفاقت حاصل رہے ہمیشہ
ایسا نہ ہو کہ دھوکہ شیطان مجھ کو دے دے

وُہ دل مجھے عطا کر جو ہو نثارِ جاناں
جو ہو فدائے دلبر وُہ جان مُجھ کو دے دے

دنیائے کُفر و بدعت کو اس میں غرق کر دوں
طُوفانِ نوحؑ سا اِک طوفان مجھ کو دے دے

جن پر پڑیں فرشتوں کی رشک کی نگاہیں
اے میرے محسن ایسے انسان مجھ کو دے دے

دُھل جائیں دل بدی سے سینے ہوں نُور سے پُر
امراض روح کا وہ درمان مجھ کو دے دے

دجّال کی بڑائی کو خاک میں ملا دوں
قوّت مجھے عطا کر سلطان مجھ کو دے دے

ہو جائیں جس سے ڈھیلی سب فلسفہ کی چُولیں
میرے حکیم ایسا بُرہان مجھ کو دے دے

(کلام محمود)

مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے مناجات، تضرع، استغفار اور توبہ کے مضمون کو ایک حکایت کے پیرایہ میں یوں بیان کیا ہے کہ ایک مست نشہ کے زور میں مسجد میں گھس گیا اور رو رو کر پکارا کہ اے خدا مجھ کو بہشت میں لے جانا۔ مؤذن نے اس کا گریبان پکڑ کر کہا کہ او سگِ نجس! مسجد میں تیرا کیا کام؟ تو نے کون سا اچھا عمل کیا ہے کہ بہشت کا متمنّی ہے۔ اس زِشت رُو کے ساتھ ناز کرنا تجھے زیبا نہیں۔

مست رو پڑا اور بولا

عجب داری از لطف پروردگار — کہ باشد گنہگارے امیدوار
ترا می نگویم کہ عذرم پذیر — در توبہ باز است وحق دستگیر
ہمی شرم دارم زلطف کریم — کہ خواہم گنہ پیش عفو عظیم

یعنی کیا تجھے خدا کے لطف عمیم سے یہ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ ایک گنگار اس کی مغفرت کا امیدوار ہو۔ میں نے تجھ سے تو مغفرت کی خواہش نہیں کی۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور خدا دستگیر ہے۔ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے لطف کریم اور عفو عظیم کے مقابلہ میں اپنے گناہ کو زیادہ سمجھوں۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی — حساب مجھ سے نہ لے 'بے حساب' جانے دے
مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے — ترے نثار حساب وکتاب جانے دے

اسلامی اور مسیحی جنگوں کا مقابلہ

معاندین اسلام خصوصًا عیسائی پادریوں اوران کے ہمنواؤں کی طرف سے اسلام کی جہاد کی تعلیم اور اسلامی جنگوں کے حوالے سے بڑے زور شور سے یہ جھوٹا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ اسلام جبروتشدّد کا دین ہے اور دہشتگردی کا مذہب ہے۔ آج کل بھی یہ پراپیگنڈہ بڑی شدّت سے کیا جارہا ہے اور اس سے پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہمیشہ اس ظالمانہ پراپیگنڈہ کا مدلّل جواب دیا جاتا رہا ہے۔

آج سے سو سال قبل بھی ایسے ہی اعتراضات کے جواب میں ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز اُردو جلد 5 شمارہ نمبر 10 اور نمبر 12 (یعنی اس کے 1906ء کے اکتوبر اور دسمبر کے شماروں) میں ’’ اسلامی اور مسیحی جنگوں کا مقابلہ‘‘ کے زیرعنوان مبسوط اور مدلّل مضمون شائع ہوا تھا۔

قارئین کے استفادہ کے لئے ہم یہ مضمون الفضل انٹرنیشنل میں نشر مکرّر کے طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب جماعت خصوصاً داعیان الی اللہ اپنی تبلیغ میں ان دلائل سے خوب فائدہ اٹھائیں گے۔ (مدیر)

اس میں شک نہیں کہ اس قسم کے مقابلہ سے عیسائی صاحبان کو رنج پہنچے گا مگر ہمیں خود اس مقابلہ کی ضرورت نہ تھی اگر عیسائی صاحبان اپنی کتب مقدسہ کو مطالعہ کر کے کم از کم ان اعتراضات کے کرنے سے رکے رہتے جو ان کی اپنی کتابوں پر اور اپنے بزرگوں پر وارد ہوتے ہیں۔

مگر یہ بات پادری صاحبان کی عادت میں داخل ہوگئی ہے کہ وہ خواہ نخواہ اسلام پر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور خصوصًا اسلامی جنگوں پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کے سبب سے نہیں پھیلا بلکہ بزور شمشیر پھیلا ہے۔

اس اعتراض میں کچھ مدد ان دشمنان دین کو وہ لوگ دے رہے ہیں جو ایک غازی مہدی کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ وہ گویا اس بات کے خود مُقر ہو جاتے ہیں کہ اسلام میں تلوار کے ذریعہ مذہب کا پھیلانا جائز ہے اور کہ اسلام کی ترقی تلوار پر ہی منحصر ہے۔

یہ وقت تھا کہ مسلمان سچی قرآنی تعلیم پر غور کر کے ان غلط عقائد کے مٹانے کی کوشش کرتے تا اسلام کے منور چہرہ سے اعتراضوں کے سیاہ داغ دور ہوکر یہ اپنی روشنی دنیا میں پھیلا سکے مگر ہمارے مسلمان بھائی بے سمجھی سے یا ہٹ دھرمی سے اس غلطی پر اڑے ہوئے ہیں جو فیج اعوج کے زمانہ میں اسلام میں داخل ہوگئی۔

اس وقت میری غرض صرف پادری صاحبان کو یہ دکھانا ہے کہ جو اعتراض وہ اسلام پر کرتے ہیں وہ اسلام پر نہیں بلکہ خود ان کے اپنے مذہب پر عائد ہوتا ہے۔ یہ لوگ بار بار اپنی تحریروں میں اسلام کو تلوار کا مذہب اور عیسائیت کو صلح کا مذہب کہتے ہیں اور اگرچہ بارہا ان کی ان باتوں کا جواب دیا گیا ہے مگر وہ پھر وہی اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔ حال میں یہی مضمون اخبار اپی فینی میں جو پادریوں کا انگریزی کا دو ورقہ پرچہ ہے چھیڑا گیا جس کا جواب ایک مسلمان نے اخبار مذکور کو لکھا۔ مگر ایڈیٹر اخبار نے بجائے اس غلطی کو تسلیم کرنے کے پھر وہی اعتراضات اپنی اخبار میں دوہرا دئے ہیں۔ اخبار مذکور اخیر میں اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ عیسائیوں نے بھی بعض اوقات عیسائی مذہب پھیلانے کے لئے تلوار کو ہاتھ میں پکڑا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ ایسا کرنے میں انہوں نے مسیح کی تعلیم کو چھوڑ دیا۔ اس جواب سے پادری صاحبان آسانی سے اپنا چھٹکارا چاہتے ہیں مگر ان کا چھٹکارا ایسا آسان نہیں جیسا کہ انہوں نے خیال کیا ہے۔

عیسائی مذہب کا تلوار سے تعلق

اس مضمون کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ دیکھا جاوے کہ حضرت مسیح کی آمد کس طرح ہوئی۔

سو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح کا آنا یہودیوں کے انتظار کے مطابق تھا اور ان لوگوں کو ابتداء سے یہ امید دلائی گئی تھی کہ جب مسیح دنیا میں ظاہر ہوگا اُس وقت یہودی قوم دنیا کی تمام قوموں پر غالب آجائے گی اور مسیح ان کی سلطنت کو دوبارہ قائم کرے گا اور دوسری قوموں کی حکومت کے جوئے سے ان کو چھڑائے گا۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰؑ نے پہلے دعویٰ مسیحیت کیا تو غالبًا انہی پیشگوئیوں کی بنا پر ان کا بھی یہ خیال تھا کہ وہ یہودیوں کے بادشاہ ہوں گے۔ چنانچہ داؤد کے تخت کو قائم کرنے کا خیال ایک مدت تک آپ کے دل میں رہا۔ مگر عیسائی مذہب کو بانیٔ مذہب کی زندگی میں اس قدر طاقت حاصل نہ ہوئی تھی کہ وہ تلوار سے کام لے سکے اور جب کچھ عرصہ کے گزرنے کے بعد ظاہری طاقت اس مذہب کو حاصل ہوئی تو پھر اس نے نہایت بے رحمی کے ساتھ تلوار سے کام لیا اور تلوار کے ذریعہ بہت سی ترقی حاصل کی۔

حضرت عیسیٰ کے پاس اگر اس قدر طاقت ہوتی کہ اس کے زور پر وہ رومی سلطنت کو فتح کرنے کی امید کر سکتے یا کم از کم کوئی بڑی تعداد جانثار مریدوں کی ہی ان کے ساتھ ہوتی اور پھر وہ تلوار نہ اٹھاتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ جن عیسائیوں نے بعد کے زمانہ میں تلوار اٹھا کر بہت سی مخلوق خدا کو تہ تیغ کیا انہوں نے حضرت مسیح کی تعلیم کی خلاف ورزی کی۔ مگر جس صورت میں حضرت مسیح کو کبھی یہ طاقت حاصل ہی نہیں ہوئی کہ وہ تلوار اٹھا سکیں اور نہ ان کے حواریوں میں اس قدر جرأت تھی کہ وہ ایسا کام کر سکتے تو پھر یہ کہنا کسی صورت میں درست نہیں ہوسکتا کہ عیسائی مذہب کے بعد کی خونریزی حضرت مسیح کی تعلیم کے خلاف تھی۔ بلکہ باوجود ہر قسم کی بے سروسامانی کے اور بے یار ومددگار ہونے کے بھی حضرت مسیحؑ نے تلوار کو اپنے دین کے لئے نہایت ضروری سمجھا یہاں تک کہ اپنے حواریوں کو صاف الفاظ میں یہ حکم دیا کہ جس کے پاس تلوار نہیں وہ کپڑے بیچ کر بھی تلوار خریدے۔ (لوقا باب 22 آیت 36)

اور اگرچہ بیچارے حواری اس تعلیم پر عمل نہ کر سکے مگر عیسائیوں کی بعد میں آنے والی نسلوں نے تو اسی ایک حکم کو عیسائی مذہب کی تعلیم کا لُبّ لباب سمجھا اور اسی پر عمل کر کے تلوار سے خوب کام لیا۔ اور حکموں میں خواہ بعد کے عیسائی لوگ اصل عیسوی تعلیم سے کتنے ہی دور جا پڑے مگر تلوار خریدنے کے حکم کی انہوں نے خوب تعمیل کر کے دکھائی۔ ہاں حضرت مسیح کو خود اپنی زندگی میں یہ موقع پیش نہ آیا کہ وہ اس خواہش کو کہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدی جاویں پورا ہوتے دیکھتے اور اس لئے یہ بھی نہ ہوا کہ حضرت مسیح ان کو یہ ہدایت دیتے کہ تلوار کو کس کس موقع پر استعمال کرنا چاہئے۔ لیکن جس قدر واقعات ان کے متعلق انجیلوں سے ملتے ہیں ان کو بغور پڑھ کر ہم اس امر کے متعلق ایک صحیح اور یقینی قطعی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح کو خود یہ موقع پیش آتا کہ وہ تلوار کو استعمال کریں تو وہ کیا کرتے۔

مَیں یہ جانتا ہوں کہ عیسائی صاحبان کبھی اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلح کے شہزادہ کے سوائے کسی دوسرے نام سے پکارا جاوے اگرچہ خود حضرت مسیح بجائے صلح کا شہزادہ کہلانے کے تلوار چلانے والے کا نام پسند کرتے تھے جیسا کہ متی باب 10 آیت 34 میں لکھا ہے کہ ’’ یہ مت سمجھو کہ مَیں زمین پر صلح کروانے آیا۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں‘‘۔

مگر عیسائی صاحبان کی ناراضگی کی وجہ سے ہم واقعات کا اخفا نہیں کر سکتے۔ اور اظہار حق کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس صورت میں ہمارے معترض اسلام پر طرح طرح کے جھوٹے عیب لگاتے ہیں تو ہم کم از کم واقعات حقہ کا اظہار کریں۔

حضرت مسیح نے یہودی شریعت کے مطابق تعلیم پائی اور اسی شریعت پر ان کا پختہ اعتقاد تھا اور وہ سچے دل سے یہودی مذہب اور اسرائیلی شریعت کے پیرو تھے۔ بلکہ یہودی شریعت کے شریعت حقہ ہونے پر اس قدر ان کا اعتقاد تھا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’ زمین اور آسمان ٹل جائیں مگر توریت کا ایک لفظ یا ایک شعشہ ہرگز نہیں ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھا دے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا پر جو کہ عمل کرے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا‘‘۔ (متی باب 5 آیات 18-19)

پس ہم قطعی طور سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح کو تلوار چلانے کا موقع ملتا تو وہ اسی طرح پر چلاتے جیسے شریعت موسوی میں احکام پائے جاتے ہیں۔ جو شخص ان احکامات سے واقف نہیں اسے چاہئے کہ کتاب استثناء دیکھے جہاں لکھا ہے کہ ’’ جب تو اپنے دشمنوں پر قابو پاوے اور جبکہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کرے تو تُو انہیں ماریو اور حرم کیجیو۔ نہ تو ان سے کوئی عہد کریو اور نہ ان پر رحم کریو‘‘۔

(استثناء باب 7 آیات 1-2)

اور پھر چند باب آگے چل کر لکھا ہے کہ ’’ تُو اس شہر (یعنی بت پرستوں کے شہر) کے باشندوں کو تلوار کی دھار سے ضرور قتل کرے گا اور سب کچھ جو اس شہر میں ہے اور وہاں کے مواشی کو تلوار کی دھار ہی سے نیست ونابود کرے گا اور اس کی ساری لوٹ کو وہاں کے کوچے کے بیچوں بیچ اکٹھا کرے گا اور اس شہر کو اور وہیں کے لوٹ کو خداوند اپنے خدا کے لئے آگ سے جلا دے گا۔ اور وہ ہمیشہ کو ایک ٹیلہ ہوگا اور پھر بنایا نہ جائے گا‘‘۔

(استثناء باب 13 آیت 15)

اور ایسا ہی استثناء باب 20 آیات 16-17 میں لکھا ہے ’’ لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتی نہ چھوڑیو بلکہ تُو ان کو حرم کیجیو‘‘۔

اب اس میں شک نہیں ہوسکتا کہ جو شخص یہ تعلیم دیتا ہے کہ توریت کے حکموں کا ایک لفظ یا شعشہ بھی منسوخ نہیں ہوسکتا اور جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاوے گا وہ خود ضرور ان احکام پر عمل کرتا۔ اور جنگوں کے متعلق جو احکام تھے ان میں یسوع مسیح نے کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ ان کے پورا کرنے کی بھی ایسی ہی ضرورت سمجھی ہے جیسی دوسرے کسی حکم کی۔

پس اگر عیسائی مذہب کو حضرت مسیح کی زندگی میں اس قدر اقتدار حاصل ہوتا کہ وہ تلوار پکڑ کر دنیا میں نکل سکتا تو جو کارروائیاں بعد میں ہوئیں وہ سب یسوع مسیح کی زندگی میں ہی ہوتیں کیونکہ ضرور تھا کہ اس وقت حضرت مسیح توریت کے حکم کے مطابق عمل کرتے۔

مَیں نہیں سمجھتا کہ باوجود ان سب واقعات کے یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ بانیٔ عیسائیت پیچھے آنے والے عیسائیوں کی خونریزیوں کا ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ خود اس مذہب کے بانی نے ہی تلواریں خریدنے کا حکم دیا اور یہاں تک ضرورت بتائی کہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدلو۔ اور دوسری طرف اگرچہ خود تلوار کے استعمال کے متعلق کوئی فعل کر کے نہیں دکھایا مگر اپنی تعلیم کی رو سے یہ ضروری ٹھہرایا کہ تلوار کے ساتھ عام تباہی پھیلائی جائے جیسے بنی اسرائیل پھیلاتے تھے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ جب کہ حضرت مسیح نے خود ہی فرمایا کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ عیسائیوں کی خونریزیوں کا اثر حضرت مسیح پر نہ پڑے بلکہ ان کی زندگی کے اور واقعات جو اناجیل میں مندرج ہیں یہی بتاتے ہیں کہ ان کے دل میں کم از کم ایک مدت تک ضرور یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ زور سے بھی کچھ کام لینا چاہئے جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان کو ابتدا میں یہ اجتہادی غلطی لگی تھی کہ وہ داؤد کے تخت کو قائم کریں گے اور سلطنت کریں گے۔

ان کی زندگی میں ایک موقعہ خصوصیت سے ایسا پیش آیا جب ان کی یہ امیدیں معمول سے کچھ زیادہ سرسبز ہوگئی تھیں۔ اور اس موقع پر آپ نے نرمی کے طریق کو چھوڑ کر سختی کا طریق اختیار کیا اور وعظ کی بجائے زور سے اور ڈنڈوں سے کام لیا۔

یہ موقع وہ تھا جب آپ یروشلم میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ ایک گدھے پر سوار تھے اور اس کی غرض جیسا کہ متّی بیان کرتا ہے یہ تھی کہ آپ اس پیشگوئی کو پورا کریں جس میں مسیح کو یہودیوں کا بادشاہ کہا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال آپ کے دل میں اس وقت غالب تھا۔ متّی کے الفاظ یہ ہیں ’’ یہ سب کچھ ہوا تا کہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو کہ صیحون کی بیٹی سے کہو دیکھ تیرا بادشاہ فروتنی سے گدھی پر اور گدھی کے بچہ پر سوار ہوکر تجھ پاس آتا ہے‘‘۔

(متی باب 21 آیت 3-4)

اس تمام واقعہ کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح کو اس وقت یہ انتظار تھا کہ اب وہ دم کے دم میں بادشاہ بنایا جاوے گا۔اور عوام الناس اسی خیال سے اس کے ساتھ ہولئے اور بازاروں میں درختوں کی ٹہنیاں اور کپڑے بچھا دئے اور ابن داؤد کو ہوشعنا کے نعرے بلند کئے۔اس موقع پر یہ سمجھ کر کہ اب عوام الناس آپ کے ساتھ ہیں حضرت مسیح ہیکل میں گئے جہاں چند ہی منٹوں میں ایک عجیب وغریب نظارہ دیکھا گیا۔یعنی'' **ان سب کو جو ہیکل میں خرید وفروخت کرتے تھے نکال دیا اور صرافوں کے تختے اور کبوتر فروشوں کی چوکیاں اُلٹ دیں۔**''(متی باب ۲۱ آیت ۱۲)

اس میں شک نہیں کہ آپ کو یہ جوش اس وجہ سے آیا کہ خبیث طبع لوگوں نے خدا کی عبادت کے گھر کو بالفاظ انکے'' چوروں کا کھوہ'' بنادیا۔مگر سوال تو یہ ہے کہ اگر یہ سختی محض ایک بُرے کام کے دور کرنے کے لئے روا رکھی گئی اس وقت اگر آپ کے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو اس سے کیا کیا سختی نہ کرتے۔

ہم کبھی یہ مان نہیں سکتے کہ ان انبیائے بنی اسرائیل نے جنہوں نے تلوار سے بت پرستوں کو نیست ونابود کیا کسی سلطنت کے لالچ پر یا جوش نفس سے ایسا کیا تھا۔ نہیں ، بلکہ ان کو خدا کی عزّت کے لئے سچا جوش تھا۔ انہوں نے اس لئے ایسی سختی برتی کہ بُت پرستی جیسی ناپاک رسم کا اَور کسی طرح سے مٹانا مشکل تھا۔غرضکہ انہوں نے بھی جوش حق سے تلوار اٹھائی اور حضرت مسیح نے بھی جوش حق سے چند تاجروں کو مار کر ہیکل سے باہر نکال دیا اور ان کے تختے اور چوکیاں تہ وبالا کر دیں۔ اور اگر ان کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور ان کے پاس کافی جمعیت ہوتی تو وہ ضرور اپنے بزرگوں یعنی پہلے انبیائے بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چلتے۔بہرحال اس میں کچھ شک نہیں کہ اس موقع پر حضرت مسیح نے جبر کا استعمال کیا اور کوئی وجہ نہیں کہ اگر وہ کر سکتے تو تلوار کو اسی غرض کے لئے استعمال نہ کرتے۔پس اس سے صاف شہادت ملتی ہے کہ پچھلے عیسائیوں میں جنہوں نے جنگ کئے حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف سے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے کے حکم کی ایک تحریک شروع کی مسیح کی روح ہی کام کر رہی تھی۔

حضرت عیسیٰ ؑ کی طرف سے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے کے حکم کی ایک رکیک تشریح اور اس پر تبصرہ

اخبار اپی فینی میں کپڑے بیچ کر تلواریں خریدنے والے حکم کی ایک تشریح کی گئی ہے جس کی رکاکت یہ سفارش کرتی ہے کہ مَیں اپنے ناظرین کو اس سے محروم نہ رکھوں۔ایڈیٹر صاحب مذکور نہایت متانت سے لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کے اس فقرہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کی مراد تلواروں سے جسمانی تلواریں نہ تھیں بلکہ روحانی تلواریں مراد تھیں۔

اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں'' جہاں مسیح تلوار کا ذکر کرتا ہے اس کی مراد اس سے حقیقی تلوار نہیں بلکہ روح کی تلوار مراد ہے ۔اس کا منشاء یہ ہے کہ صداقت اور راستبازی کی خاطر عیسائیوں کو ہمیشہ اور ہر جگہ بطور حملہ اور بطور مدافعت جنگ کرنی پڑے گی۔''

مَیں اس تفسیر پر زیادہ بحث نہیں کرنی چاہتا مگر فاضل مفسّر سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ اس فقرہ میں تلوار کے علاوہ جن چیزوں کا ذکر ہے وہ بھی روحانی ہی ہیں یا جسمانی ہیں۔مثلاً ہدایت تو یہ ہے کہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدیں۔اب یہ تعلق جو اس فقرہ میں تلواروں اور کپڑوں کے درمیان ہے وہ ایسا ہے کہ اگر ایک کو جسمانی مانیں تو دوسرے کو بھی جسمانی ماننا پڑے گا اور ایک کو روحانی مانیں تو دوسرے کو بھی روحانی تسلیم کرنا پڑے گا۔

پس سوال یہ ہے کہ آیا جس صورت میں بموجب تشریح پادری صاحب کے اس جگہ تلواروں سے مراد روحانی تلواریں ہیں تو کپڑوں سے مراد روحانی لباس ہوا۔اور روحانی لباس تقویٰ کو کہتے ہیں۔تو پس اس ہدایت کے یہ معنے ہوئے کہ تم اپنا روحانی لباس یعنی تقویٰ بیچ کر مدافعت اور حملے کے لئے روحانی تلواریں خرید لو۔ یا بالفاظ دیگر تقویٰ کی راہوں کو چھوڑ کر جس طرح چاہو اپنے مذہب کے اصول کو بیان کرو اور جس طرح چاہو دوسرے مذاہب پر حملہ کرو۔

مَیں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہی معنے اس تلواروں والے حکم کے ہیں؟

اس پر عیسائی صاحبان نے عمل تو ضرور کیا ہے یعنی تقویٰ کی راہوں کو چھوڑ کر یہ جھوٹ بنایا کہ عیسیٰ مسیح خدا تھا اور تقویٰ کی راہوں کو چھوڑ کر اسلام جیسے مقدس مذہب پر نہایت ناپاک حملے کئے۔شاید انجیل کی اسی ہدایت کی رُو سے عیسائی مذہب یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی معنے اس فقرے کے نہیں بن سکتے۔پس عیسائی صاحبان خود فیصلہ کرلیں کہ آیا ان کو جسمانی تلوار والے معنے پسند ہیں یا روحانی تلوار والے۔

ایک اور سوال بھی ان معنوں کے رُو سے پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت میں حواریوں نے دو تلواریں حضرت مسیح کو دکھائیں کہ یہ موجود ہیں جس پر حضرت مسیح نے فرمایا کہ یہ کافی ہیں۔دیکھو لوقا باب 22 آیت 38۔'' انہوں نے کہا دیکھ اے خداوند یہاں دو تلواریں ہیں۔اس نے ان سے کہا بہت ہے''۔

اب سوال یہ ہے کہ مسیح کا یہ حکم پانے پر کہ تلواریں خریدو، جو دو تلواریں حواریوں نے آپ کو دکھائیں اور جن کو دیکھ کر حضرت مسیح کو بھی ایک گونہ اطمینان ہوگیا وہ روحانی تلواریں تھیں یا جسمانی۔

امید ہے پادری صاحبان ان دو تین سوالوں کا جواب دیکر ممنون کریں گے۔

مگر ہم مسلمان حضرت مسیح کو اس بات کے لئے کہ انہوں نے تلواریں خریدنے کا حکم کیوں دیا ملزم نہیں ٹھہراتے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام یہودی شریعت کے پیرو تھے۔وہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے ایک تھے اور اس لئے شریعت اسرائیلی کی پیروی کرنے کی وجہ سے ان پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا۔

یہ کہا جائے گا کہ ان کے اور دیگر انبیائے بنی اسرائیل کی تعلیم میں یہ فرق ہے کہ حضرت مسیح دشمنوں سے پیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور اسرائیلی نبی بدلہ لینے پر زور دیتے تھے۔مگر یہ صحیح نہیں۔کیونکہ یسوع کی یہ تعلیم کہ تم اپنے دشمنوں سے محبت کرو یہ بھی اصل میں آپ کی باقی تعلیم کی طرح پہلے انبیاء سے ہی لی گئی ہے۔مثلاً امثال میں حضرت سلیمانؑ کا یہ قول لکھا ہے کہ'' اگر تیرا دشمن بھوکا ہو اسے روٹی کھانے کو دے اور اگر وہ پیاسا ہو اسے پانی پینے کو دو''۔(امثال باب 25 آیت 31) اور حضرت داؤدؑ زبور میں یوں دعا کرتے ہیں:'' اے میرے خدا اگر مَیں نے اس سے جو مجھ سے میل رکھتا تھا بدی کی ہو نہیں بلکہ مَیں نے اس کو بھی جو بلاوجہ میرا دشمن تھا نجات دی ہے۔''(زبور باب 7 آیت 4)

اسی طرح پہلے نبیوں کی تعلیم جابجا عفو اور درگزر اور محبت اور صلح جوئی کی تاکیدوں سے بھری ہوئی ہے اور حضرت مسیح نے صرف اسی پرانی تعلیم کو ایک نئے قالب میں پیش کیا ہے۔

پس یہ بڑی غلطی ہے جو یہ سمجھا جاوے کہ وہ نبی جنہوں نے بت پرستوں کے ساتھ جنگ کر کے ان کو تہ تیغ کیا وہ اخلاقی تعلیم اور محبت اور حلم اور بردباری کی تعلیم نہ دیتے تھے۔اور حضرت مسیح چونکہ انہی بزرگ لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اس لئے انہوں نے نہ صرف ان کی اخلاقی تعلیم کو ہی اپنے الفاظ میں پیش کیا بلکہ جو تعلیم ان کی تلوار کے متعلق تھی اس کو بھی انہوں نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔اور اگر موقع ہوتا تو شاید آپ خود بھی اس پر عمل کر کے دکھاتے۔اور اس کمی کو اس طرح پورا کیا کہ اپنے آخری وقت میں اپنے شاگردوں کو تلواریں خریدنے کا حکم دیا۔آخری وقت مَیں نے اس لئے کہا کہ انجیل کی رو سے اس کے جلد ہی بعد وہ پکڑے گئے کیونکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہدایت صادر کرنے کے بعد آپ تھوڑی دیر دعا میں مشغول ہوئے اور اس کے بعد جلد ہی پکڑے گئے ۔ پس یہ آپ کی وصیت تھی جسے وہ اپنے پیرووٗں کے پورا کرنے کے لئے چھوڑ گئے اور انہوں نے بھی دل کھول کر اس وصیت کو پورا کیا۔

اس واقعہ کے متعلق ایک عجیب بات ہے جس کا مَیں اس جگہ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔جب حضرت مسیح نے شاگردوں کو حکم دیا کہ اپنے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدیں تو انہوں نے دو تلواریں جو ان کے پاس موجود تھیں پیش کیں اور حضرت مسیح نے ان دو تلواروں کو کافی سمجھا مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کس غرض کے لئے ان دو تلواروں کو آپ نے کافی قرار دیا۔انہیں میں سے ایک تلوار کے ساتھ پطرس نے تھوڑی دیر بعد ان آدمیوں میں سے ایک کا کان اُڑا دیا جو حضرت مسیح کو گرفتار کرنے آئے تھے۔پس یہی ایک موقع تھا جب ان دو تلواروں میں سے ایک کام میں لائی گئی ۔یہ اغلب ہے کہ کچھ اور خونریزی بھی اس موقع پر ہوتی اگر حضرت مسیح اپنے حواریوں کی بزدلی اور مخالفین کی کثرت کو جو تلواروں سے مسلح تھے دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو روک نہ دیتے اور اس طرح پر مجمع کے جوش کو کم نہ کر دیتے۔ممکن بلکہ اغلب ہے کہ حضرت مسیح کو پہلے یہ خیال ہو کہ آپ کو ایک معمولی واعظ سمجھ کر دو ایک آدمی گرفتاری کے لئے آجاویں گے اور اسی لئے انہوں نے دو تلواروں پر اطمینان ظاہر کیا تھا ۔کیونکہ ان کا خیال ہوگا کہ دو ایک آدمیوں کے مقابلہ کے لئے دو تلواریں کافی ہیں ۔مگر جب انہوں نے ایک بڑا مجمع دیکھا اور سب آدمیوں کو مسلح پایا تو وہ بہت حیران ہوئے اور کہا کہ تم تو اس طرح تلواریں اور لاٹھیاں لے کر آئے ہو جیسے چور پکڑنے کو۔(لوقا باب 22آیت 52)۔ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ حضرت مسیح نے اس وقت عین مصلحت کے مطابق کام کیا۔مگر مشکل یہ پیش آتی ہے کہ آپ خدا کے نبی تھے اور آپ کا دو تلواروں کو کافی قرار دینا ایک بے معنی اور لغو امر نہیں ہوسکتا۔آخر اس بات کا مطلب کیا تھا کہ دو تلواریں کافی ہیں۔مَیں امید کرتا ہوں کہ عیسائی صاحبان ضرور اس بات کا جواب دیں گے۔

ساتھ ہی میں ایک اور واقعہ ان کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں۔یہ بھی دو تلواروں کا واقعہ ہے مگر ان دو تلواروں کے ذریعہ ایک عظیم الشان فتح ہوئی جو انسانی وہم وگمان سے بڑھ کر تھی۔یہ بدر کی فتح تھی ۔جہاں مسلمان نہ صرف تعداد کے لحاظ سے ہی بہت تھوڑے تھے بلکہ ان تھوڑوں میں بھی اکثر ایسے تھے جو پہلی دفعہ میدان جنگ میں آئے تھے ۔اور ہتھیار بھی کچھ نہیں تھے۔گھوڑا صرف ایک تھا اور مقابل پر دشمن ایک ہزار مسلح جوان جو جنگ آزمودہ تھے۔اور اس بات پر تُلے ہوئے تھے کہ اسلام کا نام صفحہٗ دنیا سے مٹادیں۔ اور مسلمانوں کو اگر اپنے دین اور اپنے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا خیال نہ ہوتا تو کبھی وہ ایسا مقابلہ نہ کرتے ۔ غرضیکہ یہ وہ موقع تھا جہاں دو تلواروں نے وہ کام کر دکھایا جس کا خیال غالباً حضرت مسیح کو بھی تھا۔یعنی دشمنان دین کو نیست ونابود کیا اور چھوٹی سی اسلامی جمیعت کو مظفر ومنصور کیا۔اس سوال کا کہ حضرت مسیح کو یہی دو تلواریں کام کرتی ہوئی کشفی رنگ میں نظر آ گئی تھیں مَیں ابھی کچھ جواب نہیں دیتا اور پادری صاحبان سے دو تلواروں کے کافی ہونے کی توجیہ سننے کا منتظر ہوں۔ یہ تو عیسائی مذہب کا تلوار سے تعلق تھا۔

مسلمانوں کو مخصوص حالات میں، معیّن شرائط کے ساتھ جنگ کی اجازت

اب دوسرا پہلو جو صاف کرنے کے قابل ہے وہ اسلامی جنگوں کا پہلو ہے ۔اس کے متعلق مَیں مفصّل کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔کیونکہ اس مضمون پر بارہا بحث کی جاچکی ہے اور قرآن کریم نہایت مختصر الفاظ میں مندرجہ ذیل دو مقامات میں صاف طور پر اس کو بیان فرماتا ہے کہ کن حالات کے ماتحت اسلام کو تلوار اُٹھانی پڑی اور اس کی غرض اس میں کیا تھی۔اوّل سورہ حج کی مفصّلہ ذیل آیات ہیں۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ۔ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَااللّٰہُ ۔وَلَوْ لَادَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا۔
(الحج : 40-41)

یعنی مسلمانوں کو جن کے ساتھ جنگ کیا جاتا ہے اب اجازت دیجاتی ہے کہ وہ بھی کافروں سے لڑیں اس واسطے کہ ان پر بڑے بڑے ظلم کئے گئے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔یہ وہ مظلوم لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے ہیں صرف اس لئے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹواتا رہتا تو صومعے اور گرجے اور عبادتخانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جاچکے ہوتے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ آج سے 118 سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے بیعت کا آغاز فرمایا تھا۔ یہ دن اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ہر دن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر چڑھتا ہے وہ ہمیں ترقی کی نئی راہیں دکھاتا ہوا چڑھتا ہے۔ آپؑ ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جس نے اس زمانے میں تمام دنیا کو دین واحد پر جمع کرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو آج ایک نئے سیٹلائٹ کے ذریعہ سے جو عرب دنیا کیلئے خاص ہے ایک نئے چینل mta 3 اَلْعَرَبِیَّة جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو 24 گھنٹے عربی پروگرام پیش کرے گا تاکہ عرب دنیا کی پیاسی روحیں، نیک فطرت اور سعید روحیں اُن خزائن سے فیضیاب ہوسکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقسیم فرمائے تھے۔

اے سرزمین عرب کے باسیو! آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمائندے کی حیثیت سے خدائے ربّ العالمین کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اس روحانی فرزند کی آواز پر لبّیک کہو

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 23/مارچ 2007ء بمطابق 23/امان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

آج 23 مارچ ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ آج سے 118 سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے اِذن سے بیعت کا آغاز فرمایا تھا اور یوں جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ دن اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اُس وقت اسلام کے جو حالات تھے اس کے بارے میں تھوڑا سا پس منظر بھی بیان کر دیتا ہوں۔

اُس وقت جو مسلمانوں کی حالت تھی، اُس سے ہر وہ مسلمان جس کے دل میں اسلام کا درد تھا، بے چین تھا۔ برصغیر میں آریوں اور عیسائی پادریوں اور ان کے مبلغین نے اسلام پر بے انتہا تابڑ توڑ حملے شروع کئے ہوئے تھے۔ انتہائی شدید حملے تھے کہ مسلمان علماء بھی اُس وقت سہمے رہتے تھے اور ان کے پاس ان حملوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ کچھ تو لاجواب ہونے کی وجہ سے اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی جھولی میں گرتے جا رہے تھے اور کچھ بالکل اسلام سے لاتعلق ہو رہے تھے۔

عیسائیت اور دوسرے مذاہب جو حملہ کرنے والے تھے، اُس وقت ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اگر کوئی شخص تھا تو ایک ہی جری اللہ تھا، یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ آپ نے پاک و ہند میں اس وقت کے تمام مذاہب یعنی آریہ سماج، برہمو سماج یا عیسائیت کے ماننے والے، جو اس وقت اسلام اور بانی اسلام ﷺ پر تحریر و تقریر سے خوفناک حملے کر رہے تھے، ان سب کو اپنی معرکہ آراء کتاب براہین احمدیہ میں جو آپ نے چار حصوں میں تحریر فرمائی تھی ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ ان کو خاموش کرا دیا۔ اس کا پہلا اور دوسرا حصہ 1880ء میں اور تیسرا حصہ 1882ء میں اور چوتھا حصہ 1884ء میں شائع فرمایا۔ اس میں آپؑ نے قرآن کریم کے کلام الٰہی اور بے نظیر ہونے اور اسی طرح آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت میں سچے اور صادق ہونے کے ناقابل تردید دلائل بیان فرمائے اور فرمایا کہ مَیں نے جو دلائل دیئے ہیں، جو ان دلائل کو ردّ کرے گا اس کے لئے چیلنج ہے کہ اگر ان کا تیسرا حصہ یا چوتھا حصہ یا پانچواں حصہ بھی دلائل دے دے تو دس ہزار روپے انعام دوں گا، جو اس وقت ایک بہت بڑی رقم تھی۔ اس کتاب نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کئے اور ان حملہ آوروں کے منصوبوں کو بھی خاک میں ملایا۔ اسلام کی خاطر آپؑ کے اس جوش کو دیکھ کر آپؑ سے ارادت کا تعلق رکھنے والے بعض مخلصین آپؑ کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ آپ ہماری بیعت لیں۔ لیکن آپؑ انکار فرماتے رہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو اس بات کا حکم نہیں ملا۔

حکم ملنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام نے ایک اعلان یکم دسمبر 1888ء کو تبلیغ کے نام سے شائع فرمایا جس میں آپؑ نے فرمایا کہ:

’’مَیں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کیلئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کیلئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کیلئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کیلئے بدل و جان تیار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج مَیں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۔وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ۔ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ‘‘ (یعنی جب تُو نے اس خدمت کیلئے قصد کر لیا تو خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے رُوبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں، خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھ پر ہوگا)۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 188 مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ نے 12/جنوری 1889ء کو ایک اعلان تکمیلِ تبلیغ کے نام سے شائع فرمایا اور اس میں یکم دسمبر 1888ء کے اشتہار کا حوالہ دے کر 10 شرائط بیعت درج فرمائیں۔ ان شرائط بیعت کو ہم سب جانتے ہیں لیکن یاددہانی کیلئے تاکہ یاد تازہ ہو جائے اور احمدی بھی اس سے استفادہ کر لیں اور کیونکہ ایم ٹی اے بڑے وسیع حلقہ میں غیروں میں بھی سنا جاتا ہے وہ بھی اندازہ کر سکیں کہ یہ شرائط کیا ہیں، ان شرائط کو مَیں پڑھ دیتا ہوں۔

پہلی شرط آپ نے فرمائی: ’’بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

’’دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے‘‘۔

شرط’’سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا‘‘۔

شرط’’چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘۔

شرط’’پنجم یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا‘‘۔

شرط’’ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا‘‘۔

شرط’’ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا‘‘۔

آٹھویں شرط’’یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا‘‘۔

نویں شرط’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘‘۔

دسویں شرط’’یہ کہ اس عاجز سے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے) عقدِ اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 189-190 مطبوعہ لندن)

آج جماعت احمدیہ کا خلافت سے جو رشتہ قائم ہے وہ بھی اس لئے ہے کہ اس عہد بیعت کے تحت ہر احمدی اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق جوڑ رہا ہے اور پھر اس سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ کاش آج کے مسلمان بھی یہ نکتہ سمجھ جائیں اور زمانے کے مسیح کا انکار کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی جن مشکلات میں مبتلا ہیں، اُن سے نجات پائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا، آنحضرت ﷺ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کرنا تھا۔ اس مقصد کیلئے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہونے کے بعد ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان فرمایا اور بیعت لی۔ آپؑ کا آنحضرت ﷺ سے عشق انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور آپؑ آنحضرت ﷺ کے مقام کی حقیقی پہچان رکھتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اگر کسی کو پہچان تھی تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھی۔

آپؑ ایک جگہ آنحضرت ﷺ کے مقام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار دُرود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی، وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیّت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے‘‘۔

(حقیقۃالوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119 مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے، اپنی صفات سے، اپنے افعال سے، اپنے اعمال سے، اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا.........وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درُود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو‘‘۔ (اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت سے بھی یہ توقع رکھتے تھے اور یہ تعلیم دیتے تھے کہ قرآن اور آنحضرت ﷺ سے سچا عشق اور محبت قائم ہو۔ اسی لئے شرائط بیعت میں قرآن کریم کی تعلیم اپنے پر لاگو کرنے اور آنحضرت ﷺ پر درُود بھیجنے کی طرف آپ نے خاص توجہ دلائی ہے۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ’’اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدّم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدّم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے‘‘۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14 مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے مقام کی پہچان کروانا اور دوسرے مذاہب کے حملوں سے بچانا تھا اور نہ صرف بچانا بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانا بھی تھا، اُس ہدایت سے دنیا کو روشناس کروانا بھی تھا جو آخری شرعی نبی کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتاری تھی اور جس کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں مسیح و مہدی نے آکر یہ کام کرنا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب کرنا ہے۔ آپ علیہ السلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ وہ مسیح و مہدی جو آنا تھا وہ مَیں ہوں اور اپنے دعوے کی سچائی میں آپؑ نے بیشمار پیشگوئیاں فرمائیں جو بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ ان میں زلازل کی پیشگوئیاں بھی ہیں، طاعون کی پیشگوئی بھی ہے اور دوسری پیشگوئیاں ہیں۔ پس یہ تمام نشانیاں جو آپؑ کی تائید میں پوری ہوئیں، یہ زمینی اور آسمانی آفات کی پیشگوئیاں جو آپؑ کی تائید میں پوری ہوئیں، یہ آپؑ کی سچائی پر دلیل تھیں۔

پھر آنحضرت ﷺ کی یہ عظیم الشان پیشگوئی کہ ہمارے مہدی کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی چاند اور سورج کا خاص تاریخوں میں گرہن لگنا ہے جو پہلے کبھی کسی کی نشانی کے طور پر اس طرح نہیں ہوا کہ نشانی کا اظہار پہلے کیا گیا ہو اور دعویٰ بھی موجود ہو۔ ان سب باتوں کے ساتھ ایک شخص کا دعویٰ کہ آنے والا مسیح و مہدی میں ہوں اگر اپنی امان چاہتے ہو تو میری عافیت کے حصار میں داخل ہو جاؤ۔ یہ سب کچھ اتفاقات نہیں تھے۔ عقل رکھنے والوں کیلئے، سوچنے والوں کیلئے، یہ سوچنے کا مقام ہے۔ احمدی خوش قسمت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس موعود کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہم نے بھی اس پیغام کو جس کو لے کر آپؑ اٹھے تھے، دنیا میں پھیلانا ہے تاکہ خدا کی توحید دنیا میں قائم ہو اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، یہ تو ہونا ہے۔ ہم نے تو اس کام میں ذرا سی کوشش کرکے ثواب کمانا ہے، ہمارا صرف نام لگنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو سعید فطرت لوگوں کو توحید پر قائم کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اس لئے اس نے اپنے مسیح و مہدی کو بھیجا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور

اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے‘‘۔

(الوصیۃ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307 مطبوعہ لندن)

پس یہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اب دنیا میں اپنے اس پاک نبی کی حکومت قائم کرے۔ گو آجکل دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے یہ بات بظاہر بڑی مشکل نظر آتی ہے لیکن اگر غور کریں تو وہ شخص جو قادیان (جو پنجاب کی ایک چھوٹی سی بستی ہے) میں اکیلا تھا۔ اس مسیح و مہدی کی زندگی میں ہی لاکھوں ماننے والے اس کو اللہ تعالیٰ نے دکھا دیئے۔ بلکہ یورپ و امریکہ تک آپ کے نام اور دعوے کی شہرت ہوئی اور آپ کو ماننے والے پیدا ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر دن جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر چڑھتا ہے وہ ہمیں ترقی کی نئی راہیں دکھاتا ہوا چڑھتا ہے۔ آج 185 ممالک میں آپؑ کی جماعت کا قیام اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپؑ ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جس نے اس زمانے میں تمام دنیا کو دین واحد پر جمع کرنا تھا۔ دنیا کے تمام براعظموں کے اکثر ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کی عملی صورت ہمیں بیعتوں کی شکل میں نظر آ رہی ہے۔ آج بھی اگر کوئی اسلام کا دفاع کر رہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے فیضیاب ہو کر آپؑ کو ماننے والا ہی کر رہا ہے۔

آج عرب دنیا بھی اس بات کی گواہ ہے کہ عیسائیت کے ہاتھوں گزشتہ چند سالوں سے عرب مسلمان کس قدر زِچ ہو رہے تھے، کتنے تنگ تھے۔ اللہ کے اس پہلوان کے تربیت یافتوں نے ہی عرب دنیا میں عیسائیت کا ناطقہ بند کیا۔ کیونکہ آج اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے وہ دلائل قاطعہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی دیئے گئے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کیا جا سکتا ہے اور دنیا کے غلط عقائد کا منہ بند کیا جا سکتا ہے۔ آج اتنی آسانی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براہین کی روشنی سے عقائد باطلہ کا توڑ کیا جا رہا ہے، مختلف وسائل استعمال ہوتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس الہام کی صورت میں فرمایا تھا کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔ یہ پیغام جو اتنی آسانی سے ہم دنیا کے کناروں تک پہنچا رہے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل اور تائید ہے۔ ایک چھوٹی سی غریب جماعت جس کے پاس نہ تیل کی دولت ہے نہ دوسرے دنیاوی وسائل ہیں اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آج کل کی اس دنیا کے ماڈرن ذرائع اور وسائل استعمال کر کے تبلیغ کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کے آپؑ سے کئے گئے وعدوں کو نئے سے نئے رنگ میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے اس الہام کو ایک اور شان کے ساتھ بھی پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو آج ایک نئے سیٹلائٹ کے ذریعہ سے جو عرب دنیا کیلئے خاص ہے ایک نئے چینل mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جو 24 گھنٹے عربی پروگرام پیش کرے گا تا کہ عرب دنیا کی پیاسی روحیں، نیک فطرت اور سعید روحیں اُن خزائن سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقسیم فرمائے تھے۔ اس چینل کی وجہ سے مخالفت بھی شروع ہے۔ وہاں عرب میں بھی جماعت کے مخالفین ہیں۔ اس کمپنی کو بھی دھمکیاں مل رہی ہیں جس سے سیٹلائٹ کا یہ معاہدہ ہوا ہے۔

لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خدا چاہتا ہے کہ اب یہ پیغام پہنچے، اس لئے اب یہ خدا کے منشاء کے مطابق پہنچے گا اور کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔ انشاء اللہ۔ دعا بھی کریں اللہ تعالیٰ ان مدد کرنے والوں کو بھی ہر شر سے محفوظ رکھے، جو اس پیغام کو پہنچانے میں مدد کر رہے ہیں اور انہیں اپنے معاہدوں پر قائم رہنے کی بھی توفیق دے۔ اور سعید روحوں کو اس روحانی مائدہ سے فیض پانے کی بھی توفیق دے۔ ہمیں اس بارے میں تو ذرا بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت انشاء اللہ تعالیٰ اس پیغام کو قبول کرے گی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے۔

ایک الہام ہے ’’اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ‘‘۔ (تذکرہ۔ صفحہ 490۔ ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ + ملفوظات جلد 8 صفحہ 266 مطبوعہ لندن نومبر 1984ء)

جو پہلا حصہ ہے اس کا عربی ترجمہ ہے، مَیں تیرے ساتھ ہوں اے رسول اللہ کے بیٹے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

’’یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔ فرمایا کہ ’’احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، خون نہ کرو۔ وغیرہ۔۔۔۔۔۔ اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض ایسے بھی ہوں گے جو اس کی خلاف ورزی کریں گے۔ غرض یہ امر شرعی ہے۔۔۔۔۔۔

دوسرا امر کونی ہوتا ہے اور یہ احکام اور امر قضاء و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں جیسے قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا اور وہ پورے طور پر وقوع میں آ گیا۔ (جب آگ کو ٹھنڈے ہونے کا حکم ملا تو وہ ٹھنڈی ہو گئی) اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانان روئے زمین عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا مگر وہ ایسا ہو گا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں‘‘۔

(الحکم جلد 9 نمبر 42 مورخہ 30 نومبر 1905ء صفحہ 2۔
ملفوظات جلد 8 صفحہ 266-267 مطبوعہ لندن نومبر 1984ء)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جلد اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دین واحد پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی زندگیوں میں یہ نظارے دیکھیں۔ آج جیسا کہ مَیں نے کہا کہ mta3 اَلْعَرَبِیَّۃ کا اجراء بھی ہو رہا ہے، اس لئے اس مناسبت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں، آپؑ نے عربوں کو مخاطب ہو کر جو پیغام دیا ہے اس کا کچھ حصہ پڑھتا ہوں۔ اس کا تو صرف مَیں ترجمہ ہی پڑھوں گا۔ اللہ تعالیٰ جلد عرب دنیا کے بھی سینے کھولے اور وہ زمانے کے امام کو پہچان لے۔

آپؑ عرب دنیا کو اپنا پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’السلام علیکم! اے عرب کے تقویٰ شعار اور برگزیدہ لوگو! السلام علیکم، اے سرزمین نبوت کے باسیو! اور خدا کے عظیم گھر کی ہمسائیگی میں رہنے والو! تم اقوام اسلام میں سے بہترین قوم ہو اور خدائے بزرگ و برتر کا سب سے چنیدہ گروہ ہو۔ کوئی قوم تمہاری عظمت کو نہیں پہنچ سکتی۔ تم شرف و بزرگی میں اور مقام و مرتبہ میں سب پر سبقت لے گئے ہو۔ تمہارے لئے تو یہی فخر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کا آغاز حضرت آدم سے کر کے اس نبی پر ختم کیا جو تم میں سے تھا اور تمہاری ہی زمین اس کا وطن اور مولد و مسکن تھی۔ تم کیا جانو کہ اس نبی کی کیا شان ہے۔ وہ محمد مصطفیٰؐ ہے، برگزیدوں کا سردار، نبیوں کا فخر، خاتم الرسل اور دنیا کا امام۔ آپ کا احسان ہر انسان پر ثابت ہے اور آپ کی وحی نے تمام گزشتہ رموز و معارف اور نکات عالیہ کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے۔ اور جو معارف حقہ اور ہدایت کے راستے معدوم ہو چکے تھے ان سب کو آپؐ کے دین نے زندہ کر دیا۔ اے اللہ! تو روئے زمین پر موجود پانی کے تمام قطروں اور ذرّوں اور زندوں اور مردوں اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ ظاہر یا مخفی ہے ان سب کی تعداد کے برابر آپ پر رحمت اور سلامتی اور برکت بھیج۔ اور ہماری طرف سے آپؐ کو اس قدر سلام پہنچا جس سے آسمان کناروں تک بھر جائے۔ مبارک ہے وہ قوم جس نے محمد کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر رکھا۔ اور مبارک ہے وہ دل جو آپ تک جا پہنچا اور آپؐ میں کھو گیا اور آپؐ کی محبت میں فنا ہو گیا۔ اے اس زمین کے باسیو جس پر حضرت محمد مصطفیٰ کے مبارک قدم پڑے اللہ تم پر رحم کرے اور تم سے راضی ہو جائے اور تمہیں راضی برضا کر دے۔ اے بندگان خدا! مجھے تم پر بہت حسن ظن ہے اور میری روح تم سے ملنے کیلئے پیاسی ہے۔ مَیں تمہارے وطن اور تمہارے بابرکت وجودوں کو دیکھنے کیلئے تڑپ رہا ہوں تا کہ میں اس سرزمین کی زیارت کر سکوں جہاں حضرت خیر الوریٰ کے مبارک قدم پڑے اور اس مٹی کو اپنی آنکھوں کیلئے سرمہ بنالوں اور مَیں مکّہ اور اس کے صلحاء اور اس کے مقدس مقامات اور اس کے علماء کو دیکھ سکوں اور تا کہ میری آنکھیں وہاں کے اولیاء کرام سے مل کر اور وہاں کے عظیم مناظر کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔ پس میری خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنی بے پایاں عنایت سے آپ لوگوں کی سرزمین کی زیارت نصیب فرمائے اور آپ لوگوں کے دیدار سے مجھے خوش کر دے۔ اے میرے بھائیو! مجھے تم سے اور تمہارے وطنوں سے بے پناہ محبت ہے۔ مجھے تمہاری راہوں کی خاک اور تمہاری گلیوں کے پتھروں سے بھی محبت ہے اور مَیں تم ہی کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتا ہوں۔ اے عرب کے جگر گوشو! اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خاص طور پر بے پناہ برکات، بے شمار خوبیوں اور عظیم فضلوں کا وارث بنایا ہے۔ تمہارے ہاں خدا کا وہ گھر ہے جس کی وجہ سے اُمّ القریٰ کو برکت بخشی گئی اور تمہارے درمیان اس مبارک نبی کا روضہ ہے جس نے توحید کو دنیا کے تمام ممالک میں پھیلایا اور اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر کیا۔ تم ہی میں سے وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے سارے دل اور ساری روح اور کامل عقل و سمجھ کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی اور خدا کے دین اور اس کی پاک کتاب کی اشاعت کیلئے اپنے مال اور جانیں فدا کر دیں۔ بے شک یہ فضائل آپ لوگوں ہی کا خاصہ ہیں اور جو آپ کی شایانِ شان عزت و احترام نہیں کرتا وہ یقیناً ظلم و زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اے میرے بھائیو! مَیں آپ

کی خدمت میں یہ خط ایک زخمی دل اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ پس میری بات سنو، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے''۔

(عربی عبارت کا اردو ترجمہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ419 تا 422 مطبوعہ لندن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''اے عرب کے شریف النفس اور عالی نسب لوگو! میں قلب وروح سے آپ کے ساتھ ہوں۔ مجھے میرے ربّ نے عربوں کے بارے میں بشارت دی ہے اور الہاماً فرمایا ہے کہ مَیں اُن کی مدد کروں اور انہیں ان کا سیدھا راستہ دکھاؤں اور ان کے معاملات کی اصلاح کروں اور اس کام کی انجام دہی میں مجھے آپ لوگ انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب وکامران پائیں گے۔ اے عزیزو! اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کی تائید اور اس کی تجدید کیلئے مجھ پر اپنی خاص تجلیات فرمائی ہیں اور مجھ پر اپنی برکات کی بارش برسائی ہے اور مجھ پر قسم ہا قسم کے انعامات کئے ہیں اور مجھے اسلام اور نبی کریم ﷺ کی اُمّت کی بدحالی کے وقت میں اپنے خاص فضلوں اور فتوحات اور تائیدات کی بشارت دی ہے۔ پس اے عرب قوم! مَیں نے چاہا کہ تم لوگوں کو بھی ان نعمتوں میں شامل کروں۔ مَیں اس دن کا شدت سے منتظر تھا۔ پس کیا تم خدائے ربّ العالمین کی خاطر میرا ساتھ دینے کیلئے تیار ہو؟''

(عربی سے اُردو ترجمہ، حمامۃ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ182-183 مطبوعہ لندن)

پس اے سرزمین عرب کے باسیو! آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمائندے کی حیثیت سے خدائے ربّ العالمین کے نام پر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس روحانی فرزند کی آواز پر لبّیک کہو جس کی تعلیم اور اس کے رسول ﷺ سے عشق کی چند باتیں یا مثالیں مَیں نے پیش کی ہیں اگر اس مسیح ومہدی کے کلام میں ڈوب کر دیکھو تو خدائے واحد و یگانہ سے تعلق اور پیار اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے عشق اور آپؐ کیلئے غیرت کے جذبات کے علاوہ اس میں اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ صاف دل ہو کر اگر دیکھو گے تو جماعت احمدیہ کی 100 سال سے زائد کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جماعت کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے دیکھتا رہا ہے۔ آج اس سیٹلائٹ کے ذریعہ سے آپ تک وسیع پیمانے پر یہ پیغام پہنچنا بھی اس تائید ونصرت کی ایک کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آج یہ انتظام فرما دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والی ایک چھوٹی سی غریب جماعت، پیسہ پیسہ جوڑ کر، صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس زمانے کے امام کا پیغام تمہیں سیٹلائٹ کے ذریعہ سے پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ پس بدظنی سے بچتے ہوئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اس جری اللہ کی تائید ونصرت کیلئے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کھڑے ہو جاؤ اور مخالفت پر کمربستہ ہونے کی بجائے اس مسیح ومہدی کی آواز پر کان دھرو جسے خدا تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے اپنے وعدے کے مطابق جو اس نے آنحضرت ﷺ سے کیا تھا مبعوث فرمایا ہے۔ پس آؤ اور اس مسیح ومہدی کے منکرین میں شامل ہونے کی بجائے اس کے دست راست بن جاؤ کہ آج اُمّت مسلمہ بلکہ تمام دنیا کی نجات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس عاشق صادق کا ہاتھ بٹانے میں ہی ہے۔

اے عرب کے رہنے والو! دلوں میں خوف خدا پیدا کرتے ہوئے، خدا کیلئے اس دردبھری آواز پر کان دھرو اور اس درد کو محسوس کرو جس کے ساتھ یہ مسیح ومہدی تمہیں پکار رہا ہے۔ آؤ اور اس کے سلطانِ نصیر بن جاؤ۔ یاد رکھو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اُس سے وعدہ ہے کہ اُسے دنیا پر غالب کرے گا۔ تم نہیں تو تمہاری نسلیں اس برکت سے فیض پائیں گی اور پھر وہ یقیناً اس بات پر تأسّف اور افسوس کریں گی کہ کاش ہمارے بزرگ بھی آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو سمجھتے ہوئے اس عاشق رسول اللہ ﷺ اور مسیح ومہدی کے معین ومددگار بن جاتے اور اس کی جماعت میں شامل ہو جاتے۔ اللہ کرے کہ تم لوگ آج اس حقیقت کو سمجھ لو۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ عاجزانہ دعائیں قبول فرمائے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

یہوواعیسائی پادریوں کے ساتھ ایک دلچسپ گفتگو

مکرم فضل الٰہی صاحب انوری سابق مبلغ جرمنی یہوواہ عیسائی فرقہ کے منادوں کے ساتھ ایک تبلیغی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''قصبہ مارکٹ برائٹ (Marktbreit) سے ہماری ایک احمدی بہن...... نے مجھے فون کیا کہ دو پادری ان کے گھر آتے ہیں اور بچوں سے عیسائیت کے بارے میں کچھ باتیں کرتے ہیں...... ان کے ابّا عموماً گھر سے باہر ہوتے ہیں اور ہم ان کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ زبان کا بھی مسئلہ ہے ہم کیا کریں؟ میں نے انہیں کہا کہ اب وہ آئیں تو کہہ دیں کہ دیکھو ہمارے بھی ایک مذہبی نگران ہیں جن کو ہم امام کہتے ہیں، وہ فرانکفورٹ میں رہتے ہیں ہم ان کو بلا لیتے ہیں آپ ان سے بات کر لیں پھر وہ ہمیں سمجھا دیں گے۔ اور اس طرح ان سے ایک تاریخ طے کر کے مجھے اطلاع کر دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ایک تاریخ اور دن مقرر ہو گیا۔ میں ضروری کتابیں وغیرہ لے کر مقررہ دن وہاں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دو پادری صاحبان بھی آ گئے۔ علیک سلیک کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

سب سے پہلے مَیں نے اُن سے پوچھا کہ آپ گزشتہ انبیاء کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ کہنے لگے وہ سچے تھے، راستباز تھے، خدا کا پیغام لے کر آئے اور لوگوں کو خدا کا راستہ دکھاتے رہے اور فوت ہو گئے۔ صرف یسوع مسیح ایسے ہیں جو فوت نہیں ہوئے اور واقعہ صلیب کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ میں نے کہا کہ ان کے زندہ یا فوت ہونے کی بات تو بعد میں ہوگی، پہلے یہ بتائیں کہ ان سب انبیاء کی اخلاقی حالت کیسی تھی؟ کیا وہ ایسی تھی جو دنیا کے لئے قابل تقلید ہو؟ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: اچھا، بائبل کے فلاں باب میں فلاں صفحے پر حضرت داؤدؑ کے بارے میں پڑھو، کیا لکھا ہے۔ ان پادریوں میں سے ایک پڑھنے لگا۔ وہاں لکھا تھا کہ داؤدؑ ایک عورت پر عاشق ہو گئے (نعوذ باللہ) اس کے خاوند کو فوج میں بھیج کر کمانڈر کو حکم دیا کہ اسے سب سے اگلی صف میں رکھنا تا کہ مارا جائے۔ جب وہ مارا گیا تو اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ میں نے کہا: کیا آپ کے نزدیک یہی وہ اخلاق ہیں جو وہ سکھانے آئے تھے۔ اس پر وہ دونوں پادری چونکے اور کہنے لگے دراصل کوئی نبی بھی گناہ سے پاک نہیں تھا سوائے یسوع مسیح کے۔ میں نے کہا: گناہ کرنا اور بات ہے اور کسی کی بیوی پر ہاتھ ڈالنا صرف گناہ ہی نہیں بلکہ بدترین اخلاقی بدی ہے اور ایسی بدی کا ارتکاب کرنے والا عام انسانیت کے درجے سے بھی گرا ہوا ہے، کجا یہ کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ اسی قسم کی چند اور باتیں بھی ہوئیں جن سے وہ بوکھلا اُٹھے اور کتابیں بستے میں ڈالنے لگے۔

میں نے کہا ابھی باتیں تو بہت سی ہیں لیکن صرف ایک بات اَور پوچھنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور خدا کی ایک کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میں عیسائی ہونا چاہوں تو آپ مجھے اس کے بدلے کونسی کتاب دیں گے؟ وہ کہنے لگے: ''بائبل''۔ میں نے کہا: وہی بائبل نا، جس میں خدا کے برگزیدہ انبیاء پر اتنی خطرناک تہمتیں لگائی گئی ہیں۔ وہ پھر کچھ شرمندہ ہوئے۔ میں نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کونسی بائبل دو گے؟ وہ بائبل جو تمہارے ہاتھ میں ہے، یا وہ جو میرے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگے: بائبل ایک ہی ہے خواہ ہمارے پاس والی ہو یا کوئی اَور ہو۔ میں نے کہا: اچھا اگر یہ بات ہے تو اپنی بائبل سے انجیل متی باب 24 کی آیت 7 پڑھو۔ وہ پڑھنے لگا: ''جنگوں پر جنگیں ہوں گی، جگہ جگہ قحط پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے''۔ یہ وہ علامتیں ہیں جو حضرت مسیحؑ نے اپنی آمد ثانی کی بتائی ہیں۔

میں نے ادھر اپنی بائبل کھولی ہوئی تھی اور جب وہ بھونچال کا لفظ پڑھ کر رک گیا اور اگلی آیت پڑھنے لگا تو میں نے کہا دیکھو تم ایک لفظ چھوڑ گئے ہو اور وہ لفظ ہے Pestilence (یعنی وبا)۔ وہ چونکا اور کہنے لگا یہ لفظ تو میری بائبل میں نہیں ہے۔ میں نے کہا اسی لئے تو میں کہتا تھا کہ آپ کی بائبل اَور ہے اور میری اَور ہے۔ میری بائبل میں تو یہ لفظ لکھا ہوا ہے۔

اب وہ پادری لگا تاویلیں کرنے کہ دراصل یہ سب بائبل کے تراجم ہیں۔ Pestilence یعنی وبا کا مفہوم چونکہ بھونچال کے مفہوم میں شامل ہے کیونکہ وبا بھی ایک زلزلہ کی سی کیفیت پیدا کر دیتی ہے اس لئے Pestilence یعنی وبا کا لفظ چھوڑ دیا گیا ہے۔

میں نے کہا: پہلے تو یہ بتائیں کہ اصل بائبل کہاں ہے؟ دوسرے اگر وبا کا مفہوم زلزلے یا بھونچال میں شامل ہے تو میرے بائبل نویس نے کیوں اسے الگ لکھنا ضروری سمجھا؟ میرے پاس جو بائبل تھی، وہ 1890ء سے پہلے کی چھپی ہوئی تھی۔ بات یہ تھی کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو مسیحؑ کی بعثت ثانی کا مورد قرار دیا اور طاعون کو حضرت مسیح کی آمد ثانی کی بتائی ہوئی تین بڑی علامتوں میں سے اپنی صداقت کی شہادت کے طور پر پیش کیا اور حوالہ انجیل متی کا دیا تو عیسائیوں سے اور تو کچھ بن نہ پڑا، انہوں نے اس کے بعد چھپنے والی اناجیل کے نسخوں میں سے متی میں موجود ''وبا'' کا لفظ حذف کر دیا لیکن لوقا کی انجیل میں ''وبا'' کا لفظ جوں کا توں رہنے دیا۔ میں اسے اسی قسم کے دلائل دے رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ اس کا دوسرا ساتھی جلد جلد ورق گردانی کر رہا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ آپ لفظ Pestilence دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ دیکھیں! یہاں لکھا ہوا ہے اور مجھے انجیل لوقا کے باب 21 کی آیت نمبر 11 دکھائی۔ میں نے کہا: صاحب! میں لفظ Pestilence انجیل لوقا میں نہیں بلکہ انجیل متی میں دیکھنا چاہتا ہوں، وہاں سے دکھائیں۔ دوسرے، اس سے آپ کے ساتھی کی یہ دلیل غلط ہو گئی کہ Pestilence یعنی وبا کا مفہوم بھونچال کے مفہوم میں شامل ہے۔

بس میرا یہ کہنا تھا کہ دونوں پادری اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے کسی اور کو بھی وقت دیا ہوا ہے اور اب جانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا، اچھا اپنا پتہ دے جائیں۔ باقی باتیں خط وکتابت کے ذریعے ہوں گی۔ کہنے لگے ہمارا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں...۔

اس کے بعد وہ پادری دوبارہ ان کے گھر نہیں آئے۔

بقیہ:اسلامی اور مسیحی جنگوں کا مقابلہ از صفحہ نمبر 4

دوسرا موقع سورۃ بقرہ میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ....فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ۔فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ۔ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (البقرۃ:191-194)

اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور اس حد سے آگے نہ بڑھو ۔ کیونکہ اللہ اپنی مقرر کی ہوئی حدوں سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔..........پس اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان کو قتل کرو، کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔اور یہاں تک ان سے لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے (یعنی جو تکالیف اسلام کی وجہ سے پہنچائی جاتی ہیں اور لوگوں کو اسلام سے پھیرا جاتا ہے یہ فتنہ باقی نہ رہے)اور دین محض اللہ کے لئے ہوجائے (یعنی جو شخص دین کو اختیار کرنا چاہے اس کی راہ میں کوئی روک نہ ہو) پھر اگر وہ باز آجائیں تو ان کو چھوڑ دیا جاوے کیونکہ سزا صرف ظالموں کے لئے ہے“۔

یہ دونوں مقامات اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ کن حالات کے ماتحت اور کن اغراض کے لیے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی مجبوری پیش آئی۔ کافروں نے ان کو مکّہ میں طرح طرح کے دُکھ دیئے اور ایذائیں پہنچائیں اور آخر ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا اور جب انہوں نے مدینہ میں جا پناہ لی تو وہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔اور تلوار سے ان کو نیست و نابود کرنا چاہا۔اس نازک وقت میں جب اسلام ہر طرف سے دشمنوں سے گِھرا ہوُا تھا مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی۔

آیات مذکورہ بالا سے یہ کھلا کھلا ثبوت ملتا ہے کہ مسلمانوں نے تلوار اس لئے نہیں اٹھائی کہ کافروں کو دین اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کریں بلکہ اس لیے کہ اسلام کو نیست و نابود کیا جانے سے بچائیں اور اس کے دشمنوں کے خطرناک حملوں کو روکیں۔ اسلام کے جنگ دین کی اشاعت کے لیے نہ تھے بلکہ دین کی حفاظت کے لیے تھے ۔اور وہ کافروں کو مجبور کیونکر کرسکتے تھے کیونکہ بلحاظ تعداد وہ عرب میں ایسے تھے جیسے سمندر میں ایک قطرہ۔

علاوہ اس کے قرآن کریم سے صاف صاف ثبوت اس بات کا اور بھی ملتا ہے کہ **اسلام نے مذہب میں جبر کرنے کو منع کیا ہے۔ یہ ممانعت ایک ایسی سورۃ میں وارد ہوئی ہے جو مدینہ منوّرہ میں نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کی لڑائیاں شروع ہوچکی تھیں اور اسلام کو قوت اور غلبہ ایک حد تک حاصل ہوچکا تھا۔** اور یہ وہی سورۃ ہے جس میں جنگ کی اجازت بھی مسلمانوں کو دی گئی ہے اور جس میں حکم ہے کہ اُس وقت تک جنگ کرو جب تک دین اللہ کے لئے ہوجائے۔ یہ ممانعت ان الفاظ میں ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (بقرہ:257) یعنی دین میں اکراہ یعنی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ پس جس کتاب نے یہ اصل سکھایا ہو اس کے خلاف یہ کہنا کہ اس میں بہ جبر مسلمان کرنے کی ترغیب ہے محض حماقت ہے۔

ایسا ہی سورہ ممتحنہ میں دو آیتیں ایسی ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ سورۃ قریب اخیر زمانہ کی نازل شدہ ہے۔اور وہ آیات یہ ہیں: لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَتُقْسِطُوْآ اِلَیْھِمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْن۔ اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظٰھَرُوْا عَلٰٓی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الممتحنہ:10,9)

اللہ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا کیونکہ اللہ منصفانہ برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے تمہارے دین کے بارے میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد گار ہوئے۔ جو شخص ایسے لوگوں سے دوستی رکھے گا وہی ظالم ہیں۔

ان آیات سے نہ صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان غیر مسلموں سے احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے کا حکم دیتا ہے جنہوں نے خود مسلمانوں سے ان کے دین کی وجہ سے جنگ نہیں کئے۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کفار کی طرف سے تھی اور ان کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیریں کیونکہ دین کی وجہ سے لڑنا اللہ تعالیٰ کفّار کی طرف منسوب کرتا ہے۔مَیں سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کے یہ چند مقامات میرے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔

جس قدر ثبوت اوپر دیا گیا ہے اس سے ایک طالب حق مطمئن ہوجاتا ہے کہ اسلامی جنگ دین کے پھیلانے یا بہ جبر دین اسلام قبول کروانے کے لئے ہرگز نہ تھے۔

پادریوں کا ایک وسوسہ اور اس کا جواب

مگر پادری صاحبان باوجود ایسے کھلے کھلے ثبوت کے انکار پر اصرار کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اخبار اپی فینی کا ایڈیٹر اس تمام شہادت کو یہ کہہ کر ردّ کرتا ہے کہ یہ تمام احکام جو ان آیات میں مذکور ہوئے ہیں سورۃ توبہ سے منسوخ ہوچکے ہیں۔اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ ” خواہ (حضرت) محمد (ﷺ) نے دوسرے موقعوں پر کچھ ہی تعلیم کیوں نہ دی ہو۔ یہ آخری سورۃ ان کے خیالات کی آخری حالت کو بیان کرتی ہے۔“

اس کا جواب دینے سے پہلے مَیں پادری صاحبان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ اسی منطق کو وہ انجیل پر نہیں لگاتے۔ مثلاً یہ ایک موٹی بات ہے کہ حضرت مسیح کی ابتدائی تعلیم میں عفو اور درگزر اور دشمنوں سے محبت کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔جیسا کہ پہاڑی وعظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گال پر طمانچہ لگے تو دوسری بھی پھیر دو۔ اور کوئی کوٹ مانگے تو چُغہ بھی اتار دو۔اور ایک میل ساتھ لے جانے کے لئے مجبور کرے تو دو میل چلے جاؤ وغیرہ وغیرہ۔مگر جوں جوں کچھ مرید اکٹھے ہوتے جاتے ہیں حضرت مسیح کی طرز کلام بھی بدلتی جاتی ہے۔ یہانتک کہ جب آپ گرفتار ہونے کو تھے تو اس وقت سب شاگردوں کو یہ حکم دیا کہ کپڑے بیچ کر تلواریں خریدلو۔ یہ آپ کا آخری حکم تھا اور اس منطق کو استعمال کر کے جس کو پادری صاحب نے استعمال کیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آخری حکم سے پہلے تمام حکم درگزر اور عفو اور طمانچہ کھانے کے منسوخ ہوگئے ۔ بلکہ عیسائی مذہب کی بعد کی تاریخ سے تو اس کا ثبوت بھی ملتا ہے ۔ کیونکہ طمانچہ کھانے والی اور چغّہ دینے والی اور دو میل جانے والی تعلیم پر تو کسی عیسائی نے عمل کر کے نہ دکھایا البتہ تلواریں خریدنے والے حکم کی خوب تعمیل کر کے دکھائی۔ امید ہے پادری صاحبان کو ان معنوں پر کوئی اعتراض نہ ہوگا ۔ کیونکہ عیسائی مذہب کی تاریخ سے انہی معنوں کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔

اسلام کے خلاف جو اعتراض کیا گیا ہے کہ سورۂ توبہ سے پہلے حکم منسوخ ہوگئے ہیں بالکل خلاف واقعہ ہے۔ مَیں اس جگہ ناسخ و منسوخ کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا مگر اس میں شک نہیں کہ قرآن شریف میں اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی کہ کلام الٰہی نے پہلے ایک اصل کو قائم کیا ہو اور اس پر زور دیا ہو کہ ایسا کرنا چاہئے اور پھر اسے منسوخ کر کے اس کے متضاد کوئی اور اصل بیان کیا ہو ۔ پس جب قرآن شریف نہایت پُر زور الفاظ میں اور بار بار دوہرا کر کئی سورتوں میں اس اصل کو بیان کر چکا تھا کہ مذہب کے بارے میں جبر واکراہ کو ہرگز کسی قسم کا دخل نہیں ہونا چاہئے اور مذہبی آزادی کے اصل کو قائم کر چکا تھا تو اس حکم کے خلاف پھر اور کوئی حکم اس میں نہیں ہوسکتا۔

یہ دعویٰ مَیں نہیں کرتا بلکہ قرآن کریم نے خود یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایسا اختلاف اس میں نہیں پایا جاتا جیسا کہ فرماتا ہے۔اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۔لَوْکَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (النساء: 83) یہ لوگ کیوں قرآن کریم پر تدبّر نہیں کرتے کیونکہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں اختلاف پاتے۔

پس جب بہ دلائل یہ ثابت ہوچکا کہ قرآن شریف نے جبر واکراہ سے کھلے لفظوں میں روکا ہے تو اب اس کے خلاف کوئی امر قرآن شریف میں ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا سورۃ توبہ میں واقعی کوئی ایسا حکم جنگ کے متعلق ہے جس سے پہلے تمام احکام متعلقہ جنگ کی تنسیخ ہوتی ہے۔

اس بحث سے پہلے چند الفاظ کے معنوں کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ان میں سے اول تو جُہد کے مشتقات ہیں جیسے جہاد وغیرہ۔ سوخواہ کوئی سی عربی لغت دیکھی جاوے یہ معلوم ہوگا کہ جہد کے معنے سخت کوشش کرنے کے ہیں۔اور ایسا ہی جہاد جس کے **متعلق اس قدر غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے** اس کے معنے بھی کسی امر کے خلاف کوشش کرنے کے ہیں اور وہ کوشش زبان سے ،ہاتھ سے، تحریر سے، مال سے اور کئی طرح ہوسکتی ہے۔ یہ تو لغوی معنی ہوئے ۔

اب جب قرآن کریم کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں بھی یہ **لفظ ہر جگہ جنگ کے معنوں میں استعمال نہیں** ہوا مثلاً سورۃ عنکبوت میں جو مکّہ میں نازل ہوئی تھی یہ لفظ چار جگہ مستعمل ہوا ہے جن میں سے ایک جگہ بھی جنگ کے معنے نہیں۔

ایسا ہی سورۃ لقمان میں بھی یہ لفظ اسی طرح پر استعمال ہوا ہے بلکہ سورہ فرقان میں جو وہ بھی ایک مکّی سورۃ ہے، جہاد کبیر کا لفظ استعمال کیا ہے اور وہاں بھی معنے صرف کوشش کرنے کے ہیں۔جیسا کہ فرماتا ہے۔فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَجَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا (الفرقان:53) یعنی کافروں کا کہنا نہ مانو بلکہ قرآن کے ذریعہ سے ان کے ساتھ جہاد کرو۔ اس جگہ قرآنی دلائل سے کفار کا مقابلہ کرنے کا نام جہاد کبیر رکھا۔

ایسا ہی الفاظ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے معنوں میں عیسائی صاحبان نے ٹھوکر کھائی ہے یا عمداً دھوکہ دیتے ہیں۔ اس فقرہ کے معنے یہ لوگ دین کی ترقی یعنی پھیلانے کے لیے کرتے ہیں اور ان غلط معنوں کی بنا پر یہ حملہ کرتے ہیں کہ جب قرآن کریم مومنوں کو یہ کہتا ہے کہ تم کفار کے ساتھ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ جنگ کرو، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم اپنے دین کے پھیلانے کے لیے ان کے ساتھ لڑائیاں کرو اور اس سے بہ جبر مسلمان کرنے کا نتیجہ نکالتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ معنے صحیح نہیں ہیں۔

الفاظ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے لفظی معنی ایسے صاف ہیں کہ ایک بچہ بھی ان کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے یعنی اللہ کی راہ میں یا محض خدا کے لئے، نہ اپنے کسی ذاتی فائدہ یا غرض کے لئے یا اپنی نفسانی خواہش سے یا ریاء سے۔ اور پھر سورہ توبہ سے ان الفاظ کو مخصوص کرنا اور بھی حماقت ہے۔

ابتدائی احکام جنگ میں بھی یہی ارشاد الٰہی ہوا ہے کہ تم فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کافروں کے ساتھ جنگ کرو۔ پس اگر وہاں بہ جبر مسلمان کرنے کے معنے نہیں تو سورۃ توبہ میں کیونکر ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے۔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ یعنی جنگ کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تمہارے ساتھ جنگ کریں اور اس حد سے آگے نہ بڑھو۔

اب یہ جنگ جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے صرف بطور مدافعت یا حفاظت اسلام کے لئے ہیں کیونکہ ان میں پیشدستی کرنے سے صاف طور پر منع کیا گیا ہے بلکہ یہی فرمایا ہے کہ جو تم سے جنگ کرتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جنگ کرو اور اس حد بندی سے آگے مت نکلو۔ پس اگر جہاد فی سبیل اللہ کے یہ معنے نہیں کہ لوگوں کو بہ جبر مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرو تو سورۃ توبہ میں معنے کیونکر ہوگئے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ فی سبیل اللّٰہ کا استعمال جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں غریبوں کو صدقات دینے کا حکم ہے وہاں بھی فی سبیل اللّٰہ کا لفظ ہی فرماتا ہے۔مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ۔ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔...... اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَرَبِّھِمْ (البقرہ:262-263)۔

یعنی جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوں......جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کئے پیچھے احسان نہیں جتاتے اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کے لئے ان کے ربّ کے

نزدیک بڑا اجر ہے۔

اب اس میں تو کسی پادری صاحب کو بھی شک نہ ہوگا کہ غریب کو مال دینے کا مطلب بہ جبر اسلام پھیلانا نہیں۔ پس فی سبیل اللہ کے سیدھے معنے اللہ کی راہ میں یا اللہ کے لئے ہیں، نہ دین اسلام کا پھیلانا۔ یہاں فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کے بعد صاف طور پر فرمایا کہ پیچھے کسی قسم کا احسان نہ رکھو کیونکہ جو کام محض اللہ کے لئے اور اسی کی رضا جوئی کی خاطر کیا گیا ہے اس میں کسی پر احسان رکھنا گویا یہ ظاہر کرنا ہے کہ اللہ کے لیے وہ کام نہ کیا گیا تھا۔ اور جہاں فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ جنگ کرنے کو کہا وہاں یہ منشاء ہے کہ مسلمانوں کا جنگ کرنا کچھ اپنے لئے تو ہے نہیں بلکہ چونکہ کفار دین الٰہی اور خدا کے مرسل کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں اور مسلمان محض اسی کی حفاظت کے لیے جنگ کرتے ہیں اس لئے ان کے جنگ محض اللہ کے لیے اور اسی کی راہ میں ہیں۔

پس اس تمام بحث سے یہ ثابت ہے کہ محض لفظ جہاد سے یا جہاد فی سبیل اللہ سے بزور شمشیر دین اسلام پھیلانے کا نتیجہ نکالنا محض پادری صاحبان کے عناد اور تعصب کا نتیجہ ہے ورنہ الفاظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔

اب سورۃ توبہ کی ان آیتوں کو لیتے ہیں جن کو اخبار اپی فینی میں اس دعوے کی تائید میں پیش کیا گیا ہے کہ اس سورۃ میں بزور شمشیر دوسرے لوگوں کو مسلمان کرنے کا اصل قائم کیا گیا ہے۔

پہلی آیت سورۃ توبہ کی اکتالیسویں آیت ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (التوبۃ:41)۔ نکلو ہلکے اور بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ۔ اگر تم کو سمجھ ہے تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے۔

یہ آیت جنگ تبوک کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ اور یہ ایک ایسا مسلّم امر ہے کہ میوؔر نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اب ہم یہ دیکھنا ہے کہ جنگ تبوک کس قسم کا جنگ تھا۔ آیا پیغمبر اسلام ﷺ نے کسی قوم کو مسلمان کرنے کے لئے یہ چڑھائی کی تھی یا کسی کے حملہ کے دفعیہ کے لیے۔ سو یہ امر ثابت شدہ ہے کہ جنگ تبوک کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اہل روم نے جو نصاریٰ تھے اور جن کی سرحد کے قریب بعض عیسائی قومیں مسلمان ہوگئی تھیں یہ ارادہ کیا تھا کہ ایک بڑی بھاری فوج کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھائی کریں۔ یہ خبر آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے بھی تیاری کر دی اور سب مسلمانوں کو تیار ہونے کے لئے حکم دیا اور تیس ہزار کا لشکر لے کر آپ مقام تبوک پر پہنچے۔ مگر نصاریٰ یہ خبر سن کر پہلے ہی اپنا عزم فسخ کر چکے تھے اور کوئی فوج ان کی حملہ آور نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ بغیر لڑائی کرنے کے وہاں سے واپس آئے۔

یہ آیتیں مع اس سے ماقبل کی چند آیتوں اور بعد کی آیات کے تبوک کے لیے تیاری کے واسطے نازل ہوئی تھیں۔ **پس اگر مہم تبوک کا مقصد کسی قوم کو مسلمان کرنا ہوتا تو بیشک اس آیت سے بھی یہ استدلال ہوسکتا تھا کہ قرآن کریم میں بہ جبر مسلمان کرنے کی ترغیب ہی نہیں بلکہ حکم ہے۔ لیکن اگر یہ مہم محض دفاعی اور کسی خطرہ کو روکنے کی غرض سے تھی تو اس سے بہ جبر مسلمان کرنے کا نتیجہ نکالنا حماقت ہے۔**

اب پادری صاحبان خود ہی نتیجہ نکال لیں کہ ان پر کونسی بات صادق آتی ہے۔ تیس ہزار سپاہ کے ساتھ ہوتے ہوئے بغیر جنگ کرنے کے واپس آنا کس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کیا اس قدر جرّار فوج کے ہوتے ہوئے آنحضرت ﷺ کسی چھوٹی موٹی قوم کو بھی مسلمان نہ کر سکتے تھے۔ حالانکہ آپ کے پاس نہ صرف عیسائی بلکہ بُت پرست قومیں بھی موجود تھیں۔ مجھے پادری صاحبان کی اس حماقت پر بہت افسوس آتا ہے کہ بلاسوچے سمجھے اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک اسلام پر اعتراض کرنا ہی سب سے بڑھ کر ثواب کا کام ہے۔

دوسری آیت جو اسی دعویٰ کی تائید میں پیش کی گئی ہے سورہ توبہ کی یہ آیت ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ۔ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (التوبۃ:73)۔ اے پیغمبر جہاد کر کافروں منافقوں سے اور ان پر سختی کر۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

یہاں جہاد کو تلوار کا جہاد نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ وہی جہاد ہے جس کا حکم سورۃ الفرقان میں بھی ہے۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا (الفرقان: 53)۔ کیونکہ اس جگہ جہاد کا حکم کفّار اور منافقین دونوں کے لئے دیا گیا ہے۔ مگر منافقوں کے ساتھ تلوار کا جہاد کبھی آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا حالانکہ اس آیت میں بالخصوص نبی ہی مخاطب ہے۔

اگر کوئی کہے کہ آپ کا منافقوں کے ساتھ جہاد نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ آپ کو منافقوں کا علم نہ تھا تو یہ بات غلط ہے کیونکہ اسی سورۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقوں کو خوب جانتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو جنگ کے وقت آپ کے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ اور خدائے تعالیٰ کا یہ حکم دینا کہ ان کا جنازہ نہ پڑھا جائے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو منافقوں کا علم تھا کیونکہ اگر علم نہ ہوتا تو اس حکم کی تعمیل نہ ہوسکتی تھی کہ ان کا جنازہ نہ پڑھا جاوے۔

پس جس صورت میں کافر اور منافق دونوں اس جگہ جہاد میں شامل ہیں اور منافقوں کے خلاف کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اس آیت سے یہ استدلال نہیں ہوسکتا کہ کافروں سے ہر حال میں اور ہمیشہ جنگ کیے جاویں۔ بلکہ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسا مخالف کریں اسی قسم کا جہاد بھی ان سے ہونا چاہئے۔ حکم تو صرف جہاد کا تھا مگر کافروں نے خود تلوار اٹھائی اور اس لئے مسلمانوں کو بھی دین اسلام کی حفاظت کے لئے ان کے مقابل پر تلوار اٹھانی پڑی۔ مگر منافقوں نے تلوار نہ اُٹھائی اس لئے باوجود ان کو منافق جاننے کے مسلمانوں نے بھی کبھی ان کے خلاف تلوار نہ اٹھائی۔

یہ ہے حقیقت جہاد کی جس پر پادری صاحبان دن رات شور مچا رہے ہیں۔ اصل جہاد میں تلوار شامل نہیں۔ پر جیسا خود مسیح نے بھی کہا تھا جو تلوار کھینچتے ہیں وہ تلوار سے ہی مارے جاتے ہیں۔ **تلوار کا جہاد اسی کے مطابق ہوا۔**

تیسری آیت سورہ توبہ کی ایک سو گیارہویں آیت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ (التوبۃ:111)

مَیں نہیں جانتا اس آیت سے کس طرح بہ جبر مسلمان کرنے کا استدلال کیا گیا ہے۔ یہ تو ذکر ہے کہ مومن لوگ اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں پس وہ دشمنوں کو بھی مارتے ہیں اور خود بھی قتل ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ تم ہمیشہ کافروں سے لڑتے رہو بلکہ ایک امر واقعہ کا بیان ہے کہ مسلمان لڑ رہے ہیں۔ یہ لڑائیاں وہی تھیں جیسا کہ مفصل ذکر ہو چکا ہے۔

چوتھی آیت یہ ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً ۔ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (التوبہ 123)

اس میں صحابہؓ کو یہ حکم ہے کہ ان کافروں سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس ہیں۔ اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح کے دُکھ دیئے تھے۔ اور اب بھی مسلمان ان کے فتنہ سے امن میں نہ تھے بلکہ یہ لوگ عہد کرتے اور پھر عہد شکنی کرتے تھے جیسا کہ ایک دفعہ ستّر قاری ایک قوم کے ہمراہ بھیجے گئے جنہوں نے یہ ظاہر کیا تھا کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں اور پھر جب وہ ان کی بستی میں پہنچ گئے تو سب کو قتل کر دیا گیا۔ اسی قسم کی قومیں تھیں جن سے لڑنے کا حکم تھا۔

یہ آیت تو بجائے جنگ کے حکم کو عام کرنے کے اسے خاص کرتی ہے اور اس کو استدلال میں پیش کرنا محض پادری صاحبان کی بے سمجھی ہے۔

معترض نے دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ مَیں نے سورۃ توبہ کو بغور پڑھ لیا ہے۔ لیکن اگر وہ غور سے پڑھ لیتا تو ایسے اعتراض کرنے سے اُسے شرم آتی۔

ایک ہی آیت اس بات کے ثبوت کے لئے کافی تھی جو اسی سورۃ کے شروع میں ہے۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔ (التوبۃ:13)

تم ان لوگوں سے کیوں جنگ نہ کرو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا۔ اور رسول کے نکال دینے کا ارادہ کیا اور تلوار اُٹھانے میں بھی پہل انہوں نے ہی کی۔

دوسری جگہ فرمایا کہ ان لوگوں سے جنگ نہ کرو جنہوں نے عہد نہیں توڑا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْـًٔا وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰی مُدَّتِهِمْ ۔ (التوبۃ:4)

مَیں نے صرف اپی فینی کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے لیکن چونکہ زیادہ لکھنے کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں اس لئے مقابلہ کے زیادہ دلچسپ حصہ کو دوسرے رسالہ پر ملتوی کرتا ہوں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

جماعت امبیکو (Mbiko) یوگنڈا میں

سالانہ تربیتی کلاس کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: محمد داؤد بھٹی - زونل مشنری یوگنڈا)

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے Mukonozone کے ہیڈکوارٹر Mbiko میں سکول کی رخصتوں کے دوران طلباء و طالبات کی تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس کلاس کا انتظام مکرم محمد کاٹو صاحب زونل صدر اور نگرانی مکرم محمد داؤد بھٹی صاحب زونل مشنری نے کی۔ مکرم محمد کاٹو صاحب نے دو اساتذہ مکرم اسماعیل Nkutu صاحب اور مکرم Nsubunga یاقوت صاحب کی مدد سے اور بڑی محنت سے اس کلاس کا نصاب بنایا اور تدریس کے ساتھ ساتھ مقررہ نصاب یاد کروانے کا کام کیا۔

اس کلاس کی حاضری 60 رہی۔ جن میں 37 لڑکے اور 23 لڑکیاں تھیں۔ ان میں 9 لڑکیاں اور 7 لڑکے ایسے بھی تھے جو غیر از جماعت تھے۔

یہ کلاس امبیکو پرائمری سکول میں منعقد کی گئی۔ جو 29؍دسمبر 2006ء بروز پیر شروع ہوئی اور 28؍جنوری 2007ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ اس کلاس کا روزانہ دورانیہ صبح دس بجے سے لے کر دو بجے تک تھا۔

اس کلاس کے دوران اللہ تعالیٰ اور قرآن مجید کے متعلق سوالات کے رنگ میں معلومات، آنحضرت ﷺ کی زندگی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے حالات، مختصر احادیث، ادائیگی نماز کا طریق، نماز کا سبق اور نماز کے آداب، یسرنا القرآن پڑھنے کی مشق، قرآن کریم ناظرہ اور تلاوت کی مشق، قرآن کریم کی مخصوص سورتوں کو زبانی یاد کرنا، خلافت جوبلی کی دعائیں، معاشرے میں رہنے سہنے کے آداب اور عام دینی معلومات پڑھائے گئے۔

اس کلاس کے اختتام پر بچوں میں مقابلے بھی کروائے گئے اور پوزیشن لینے والوں کو انعامات بھی دئے گئے۔ انعامات مکرم امیر صاحب یوگنڈا نے تقسیم کئے اور بچوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ دعا کے ساتھ اس کلاس کا اختتام ہوا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام بچوں اور منتظمین کو اپنے فضلوں سے نوازے اور اس کلاس کی برکات میں سے ہر ایک کو حصہ دے۔ آمین

”ہر احمدی خاص توجہ کرے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے تا کہ اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہو، برائیوں سے بچنے والا ہو، خدا کے حکموں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنے والا ہو۔ اگر آپ نے ان باتوں پر عمل کرلیا تو آپ کی اولادیں محفوظ ہوجائیں گی، آپ کے گھر برکت سے بھر جائیں گے۔ آپ کی جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہوجائے گی“۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

واقفینِ نو کیلئے

خدمت دین کی غرض سے پیشہ ورانہ انتخاب کے سلسلہ میں

عمومی رہنمائی

(ڈاکٹر شمیم احمد۔ انچارج شعبہ وقفِ نو مرکزیہ۔ لندن)

بعض واقفینِ نو کے والدین انفرادی طور پر رابطہ کر کے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ جب اُن کے بچے بڑے ہو جائیں گے تو وہ کس رنگ میں جماعت کی خدمت کریں گے۔ایسے والدین کی اطلاع اور عمومی رہنمائی کے لئے یہ مضمون شائع کیا جا رہا ہے۔

سّیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13/ پریل 1987ء کو اس مبارک تحریک کے آغاز کا اعلان اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا اور اس کے بعد چار مزید خطبات میں احبابِ جماعت کو تفصیلی ہدایات سے نوازا تھا۔یہ خطبات پاکستان میں علیحدہ علیحدہ اور بیرون پاکستان کے لئے یکجائی صورت میں چھپ چکے ہیں۔ان خطبات میں سّیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مبارک تحریک کے مختلف پہلوؤں مثلاً اس کے اغراض و مقاصد، والدین اور نظامِ جماعت کی ذمہ داریوں کے بارہ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ان ہدایات پر غور کیا جائے تو وہ آئندہ کے لائحہ عمل پر خوب روشنی ڈالتی ہیں۔اسی لئے والدین کو ہمیشہ اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ وہ وقف کا ارادہ کرنے سے قبل ان خطبات کا بغور مطالعہ کریں اور وقف کرنے کے بعد بھی ان خطبات کو پڑھتے رہیں اور ان میں بیان فرمودہ ہدایات کو مدِّ نظر رکھ کر اپنے بچوں کی تربیت کی کوشش کرتے رہیں۔

سب سے اہم اور بنیادی بات

وقفِ نو کے ضمن میں سب سے زیادہ اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ بچوں کو شروع سے ہی یہ بات ذہن نشین کروائی جانی چاہئے کہ وہ اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہیں اور بڑے ہو کر انہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کام کرنا ہے۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”ان کو بچپن سے ہی اس بات پر آمادہ کرنا شروع کریں کہ تم ایک عظیم مقصد کے لئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو جبکہ غلبہ اسلام کی ایک صدی غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس نیّت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ اے خدا تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنانا“۔

(خطبہ جمعہ ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء)

وہ والدین جو اپنے بچوں کے ذہن میں شروع سے ہی یہ احساس پیدا نہیں کرتے کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے وقف ہیں اُن کے بچے بعض دفعہ بڑے ہو کر وقف کی طرف مائل نہیں ہوتے اور وقت آنے پر وقف کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے یا بڑے ہو کر ایسے پیشوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ خدمتِ اسلام سے محروم رہ جاتے ہیں۔اس لئے اس پہلو پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ شروع سے ہی بچوں کو یہ بات ذہن نشین کروائی جانی چاہئے کہ انہیں خدمتِ اسلام کے لئے مانگا گیا تھا اور یہ کہ ان سے کیا بلند توقعات وابستہ کی گئی ہیں۔

اس ضمن میں دعاؤں کی بھی بہت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ:

”خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں......پیشتر اس کے یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح تیار کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں، جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء)

والدین کو شروع سے ہی اس بات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے کہ ان کا بچہ بڑا ہو کر کس طرح خدمت کرے گا۔کیا وہ بطور مربی سلسلہ اسلام کی خدمت کرے گا یا کسی اور رنگ میں پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ مثلاً استاد، ڈاکٹر یا زبانوں کا ماہر بن کر اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرے گا۔اس امر کے لئے والدین کی خواہشات کے علاوہ بچوں کے ذہنی رجحان کو بھی ملحوظ رکھا جانا چاہئے۔

اس مقصد کے لئے مرکزی ہدایات کے تحت تمام ممالک اور جماعتوں کو ہدائت کی گئی تھی کہ وہ کرئیر پلاننگ کمیٹیاں تشکیل دیں جو والدین کی خواہشات، بچوں کے ذہنی رجحانات، ان کی تعلیمی استعدادوں اور جماعتی ضروریات کو مدِّنظر رکھ کر والدین کی رہنمائی کریں۔والدین کو چاہئے کہ اپنی جماعتوں کے سیکرٹریان اور صدر صاحبان سے رابطہ رکھیں اور جہاں جہاں ایسی کرئیر پلاننگ کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں ان سے استفادہ کریں۔اگر کہیں ایسی کمیٹیاں قائم نہیں ہوئیں تو ذمہ دار عہدیداران کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی سے پھیلتی ہوئی جماعت اور اس کی بڑھتی ہوئی ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ بے شمار پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے واقفین زندگی وقت کے جدید تقاضوں کے تحت خدمات کے لئے دستیاب ہوں۔اسی مقصد کے حصول کے لئے حضور رحمہ اللہ نے تحریک وقفِ نو کو جاری فرمایا تھا۔حضور رحمہ اللہ کے ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں نیز جماعت کی آئندہ زمانوں میں تیزی سے بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عمومی رہنمائی کے طور پر چند پیشوں کا انتخاب درج ہے۔

مربّیان اور مبلغین:

جماعت کو بے شمار مربیان کی ضرورت ہے جو دنیا بھر میں تبلیغ اور تربیت کا کام کر سکیں۔جامعہ احمدیہ میں عام طور پر میٹرک یا جی سی ایس سی کے بعد بچے داخلہ لیتے ہیں اور پانچ سات سال کی تعلیم کے بعد شاہد کی ڈگری حاصل کر کے مربی سلسلہ کے طور پر کام کرتے ہیں۔اُس کے بعد بعض مربّیان مزید تعلیم اور ریسرچ کے ذریعہ مختلف مضامین مثلاً قرآن، حدیث، فقہ، کلام اور موازنہ مذاہب وغیرہ میں اختصاص (Specialisation) بھی حاصل کرتے ہیں۔اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ، قادیان، انڈونیشیا، گھانا، تنزانیہ، نائیجریا، انگلستان اور کینیڈا میں بھی جامعات قائم ہیں۔

وقف اور تعلیمی مہارت کا اصل مقصد

مربّیان اور مبلغین کی تیاری کے علاوہ والدین کی عمومی رہنمائی کے لئے چند پیشوں کا انتخاب درج ہے۔پیشوں کے ذکر سے قبل یہ امر بیان کرنا ضروری ہے کہ وقف اور مختلف پیشوں کے ذریعہ خدمت کا اصل مقصود خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے ساتھ اپنا اور اپنی اولاد کا تعلق مضبوط کرنا ہے اور روحانیت میں ترقی کرنا ہے۔اس عظیم مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

” دعائیں کریں کہ اے خدا ! ہمارے بچوں کو اپنے لئے چن لے، ان کو اپنے لئے خاص کر لے تیرے ہو کر رہ جائیں۔اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول ﷺ کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو“۔

(خطبہ جمعہ 3/ اپریل 1987ء)

نیز حضور رحمہ اللہ نے والدین کو توجہ دلائی کہ بچوں کو شروع سے ہی متقی بنانے کی کوشش کریں اور ان کے دل دین کی طرف راغب کریں۔فرمایا:

”واقفینِ نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں اور ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجے میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو“ ۔(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 1989ء)

زبانوں کے ماہرین:

متوقع تعلیمی معیار: ایم۔اے/ پی۔ایچ۔ڈی۔

موزوں: مردوں/عورتوں کے لئے۔

آئندہ زمانوں میں جماعت کو ایسے بیشمار ماہرین کی ضرورت ہوگی جو مختلف زبانوں پر کامل عبور رکھتے ہوں یعنی بول چال اور تحریر کی مشق رکھتے ہوں نیز ترجمہ اور تصنیف کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ان میں اتنی صلاحیت ہو کہ وہ قرآن مجید، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء احمدیت کے خطبات اور ان کی تصانیف نیز سلسلہ کے دیگر لٹریچر کو با آسانی تراجم کی صورت میں پیش کر سکیں اور ضرورت پڑنے پر ان ملکوں میں تبلیغ کا فریضہ بھی ادا کر سکیں۔

حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطبات میں ایسی زبانوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے واقفینِ نو کو اردو، عربی، انگریزی، روسی، چینی، اٹالین، پولش، سپینش، پرتگالی، ٹرکش، کورین اور جاپانی زبانوں میں اعلیٰ مہارت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

وقفِ نو کے ضمن میں ایک ملاقات میں سیّدنا حضور رحمہ اللہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ جرمنی کی جماعت خاص طور پر اپنے واقفین کو ایسٹرن بلاک کی زبانوں یعنی ہنگیرین، رومانین، البانین، بلغارین اور چیکوسلواکین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے تیار کرے کیونکہ یہ ایسی زبانیں ہیں جن کا جرمنی سے تعلق ہے اور جرمن قوم ان سے پرانے تاریخی روابط رکھتی ہے۔

اپنے خطبات میں حضور رحمہ اللہ نے خاص طور پر لڑکیوں کو زبانوں کے ماہرین بنانے کی طرف توجہ دلائی ہے نیز یہ کہ وہ ٹائپ اور کمپیوٹر پر کام کرنا بھی سیکھیں تا کہ وہ بغیر خاوندوں سے علیحدہ ہوئے گھر بیٹھے تصانیف کا کام کر سکیں۔

اسی طرح فرمایا کہ وہ بچے جو مغربی دنیا میں آباد ہیں ان کے لئے ان ملکوں میں زبانیں سیکھنے کی بہت سہولتیں حاصل ہیں اس لئے ان کے والدین کو خصوصیت سے اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ وہ شروع سے ہی اس بات کا مصمم ارادہ کر لیں کہ انہوں نے اپنے بچوں کو کسی نہ کسی زبان کا ماہر بنانا ہے۔

دینی امور کے ماہرین:

وقفِ نو کے ضمن میں ایک ملاقات میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واقفین میں سے ایک حصہ ایسا ہونا چاہئے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی امور کے ماہر بنیں مثلاً کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماہر ہوں۔اسی طرح بعض غیر احمدی مسلمانوں سے متعلق فرقوں میں اختصاص حاصل کریں۔

موازنہ مذاہب:

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا کہ کچھ واقفین کو اعلیٰ تعلیم کے بعد مختلف مذاہب مثلاً عیسائیت، ہندوازم، یہودیت، اور بہائی ازم کا سپیشلسٹ بنایا جائے۔وہ اس قابل ہوں کہ تحقیقی مقالے تحریر کر سکیں اور اپنے مضمون میں

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اتھارٹی ہوں۔

اساتذہ:

متوقع تعلیمی معیار: بی۔ایڈ/ایم۔ایڈ

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے۔

ایسے اساتذہ جو ہائی سکول اور کالج کے درجہ پر پڑھا سکیں خصوصاً فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، ریاضیات، جغرافیہ، عربی اور انگریزی کے مضامین میں ایم۔اے یا ایم ایس سی کیا ہو۔مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی تعلیم کے شعبہ میں بہت کام کرسکتی ہیں۔

حضور رحمہ اللہ نے بچیوں کو علم سکھلانے اور ان کو تعلیمی میدان میں آگے لانے کی بہت تلقین فرمائی ہے۔چنانچہ فرمایا:

’’بچیوں کو تعلیم کے میدان میں آگے لائیں۔ علمی کام سکھائیں اور علم تو بڑھانا ہی ہے لیکن علم سکھانے کا نظام جو ہے جس کو بی ایڈ یا ایم ایڈ کہا جاتا ہے ایسی ڈگریاں جن میں تعلیم دینے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے ان میں داخل کریں آئندہ بڑے ہوکر۔لیکن ابھی سے ان کی تربیت اس رنگ میں شروع کریں‘‘۔

(خطبہ جمعہ ۸/ ستمبر ۱۹۸۹ء)

زبانوں کے ماہرین یا اساتذہ میں سے ایسے واقفین کی بھی ضرورت ہوگی جو آگے چل کر مختلف زبانیں سکھانے کے لئے پروگرام تیار کریں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کئے جاسکیں۔ان زبانوں کو سکھانے کے لئے کتب اور ویڈیو کیسٹ بھی تیار کی جاسکتی ہیں۔ایسے واقفین مختلف ملکوں کے مراکز میں لینگویج انسٹی ٹیوٹ کے قیام اور ان کے انتظامات کے لئے بھی بہت کارآمد ثابت ہوسکتے ہیں۔

ریسرچ سکالرز:

آئندہ جماعت کو ایسے ریسرچ سکالرز کی بھی ضرورت ہوگی جو اعلیٰ تعلیم کے بعد ریسرچ کا تجربہ رکھتے ہوں اور سائنسی و غیر سائنسی یا کسی بھی موضوع پر ریسرچ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اس ذریعہ سے خدمتِ دین کرسکیں۔

میڈیکل:

متوقع تعلیمی معیار: ایم۔بی۔بی۔ایس/ ایم۔ڈی/ بی۔ڈی۔ایس/ اعلیٰ تعلیم کے ڈپلومہ جات

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے۔

واقفینِ نو کو ایسے ڈاکٹر بنانے کی کوشش کریں جو جماعت کے ہسپتالوں میں بطور جنرل فزیشن، سرجن، مختلف امراض اور دندان سازی کے ماہرین کے طور پر کام کرسکیں۔میڈیکل کے بہت سے شعبے ہیں اور ہر شعبہ کی اپنی اہمیت ہے۔ جماعت کو ہر میدان کے ماہرین کی ضرورت ہوگی۔

اس سلسلہ میں حضور رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جماعت کو خدمت کے میدان میں لیڈی ڈاکٹرز کی بہت ضرورت ہے اور بہت بڑی خدمت کرسکتی ہیں۔اس لئے احمدی بچیوں کو ڈاکٹر بن کر اپنی زندگیاں پیش کرنی چاہیں۔حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔خواتین ڈاکٹروں کو خدا تعالیٰ اگر توفیق دے تو وہ بہت بڑی خدمت کر سکتی ہیں اور بہت گہرا اثر چھوڑ سکتی ہیں اور اس رستے سے پھر وہ اسلام کا پیغام دینے میں بھی دوسروں پر فوقیت رکھتی ہیں۔اس لئے احمدی خواتین کو ڈاکٹر بن کر اپنی زندگیاں پیش کرنی چاہئیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ ۸/ ستمبر ۱۹۸۹ء)

ہومیوپیتھی:

متوقع تعلیمی معیار: باقاعدہ مستند کورس کے ساتھ حاصل کردہ ڈگری۔

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے

دنیا بھر میں یہ طریق علاج مقبول ہورہا ہے اور اس کے باقاعدہ ڈگری کورسز کروائے جاتے ہیں۔ سیّدنا حضور رحمہ اللہ کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے یہ طریق علاج جماعت میں بھی بہت مقبول اور رائج ہو چکا ہے۔مختلف ممالک میں ڈسپنسریاں قائم ہوچکی ہیں اور ان سے بہت استفادہ کیا جارہا ہے۔آئندہ جماعت کو باقاعدہ مستند تربیت یافتہ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہوگی جو اس کام کو آگے بڑھا سکیں اور دنیا کی خدمت کرسکیں۔

نرسنگ:

متوقع تعلیمی معیار: نرسنگ کے ڈپلومہ جات۔

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے

جنرل نرسنگ، مڈوائفری اور اپریشن تھیٹر میں کام کرنے کا تجربہ اور اہلیت۔

میڈیکل ٹیکنیشین:

متوقع تعلیمی معیار: مختلف ڈپلومہ جات

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے۔

احمدیہ ہسپتالوں اور کلینک میں کام کرنے کے لئے ریڈیوگرافر، فزیوتھراپسٹ اور لیبارٹری ٹیکنیشن کی ضرورت ہوگی۔

فارماسسٹ:

متوقع تعلیمی معیار: بی۔فارمیسی۔

موزوں مردوں اورعورتوں کے لئے

مختلف ممالک میں جماعت کے ہسپتالوں میں فارمیسی اور ادویات کے کام کو سنبھالنے کیلئے فارماسسٹس کی بھی ضرورت پڑے گی۔اس لئے واقفین کو اس شعبہ کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔

کمپیوٹر کے ماہرین:

متوقع تعلیمی معیار: ڈگری/ ڈپلومہ جات۔

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کمپیوٹر اور نئی ٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ کر رہی ہے اور آئندہ زمانوں میں بے شمار ماہرین کی ضرورت ہوگی جو مختلف قسم کے پروگرام تیار کرکے جماعتی ضروریات کو پورا کر سکیں۔کمپیوٹر کی کئی شاخیں ہیں مثلاً سافٹ ویر، ہارڈ ویر اور ڈیزائین گرافکس وغیرہ اس لئے کمپیوٹر کے مختلف کاموں کے ماہرین کی ضرورت ہوگی۔

پرنٹرز:

متوقع تعلیمی معیار: ڈپلومہ/ ڈگری۔

موزوں: مردوں کے لئے۔

اشاعت جماعت کا ایک نہائت اہم شعبہ ہے۔ کتب اور لٹریچر کی معیاری چھپائی کے لئے ایسے تعلیم یافتہ واقفین کی ضرورت ہوگی جو فنی مہارت کے ساتھ جماعت کے مختلف ممالک میں قائم شدہ یا آئندہ قائم ہونے والے پرنٹنگ پریسوں کو اعلیٰ طریق پر چلاسکیں۔

براڈکاسٹنگ:

متوقع تعلیمی معیار: ڈپلومہ/ ڈگری۔

موزوں: مردوں/عورتوں کے لئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا بھر میں MTA کے پروگرام تیار ہورہے ہیں۔انشاءاللہ یہ سلسلہ اور ترقی کرے گا تو اس وقت ایسے واقفین کی ضرورت ہوگی جو پیشہ ورانہ صلاحیت کے ساتھ براڈکاسٹنگ اور ٹیلی ویژن اور ویڈیوگرافی سے متعلقہ امور کو جدید تقاضوں کے مطابق چلاسکیں۔یہ بھی بہت وسیع میدان ہے۔اس میں تیزی سے نئی ضرورتیں سامنے آرہی ہیں اور جماعت کو فوری طور پر ایسے افراد کی ضرورت ہے جو ریکارڈنگ، سکرپٹ رائیٹنگ، نیوز ریڈنگ، دستاویزی فلموں کی تیاری اور انٹرویو کرنے والے نیز سیٹلائٹ کمیونیکیشن کے ماہر ہوں۔

جرنلزم:

متوقع تعلیمی معیار: ایم اے۔

موزوں: مردوں اورعورتوں کے لئے۔

جماعتی اخبارات، رسالہ جات، اشاعت اور پریس کے متعلقہ امور کو بہترین خطوط پر چلانے والے، اچھا تصنیفی کام کرنے والے جرنلسٹ بھی جماعت کو چاہئیں۔اس لئے واقفینِ نو کو جرنلزم اور اس کے مختلف شعبوں میں بھی مہارت حاصل کرنی چاہئے۔

اکاؤنٹنٹ:

متوقع تعلیمی معیار: بی کام/ ایم کام۔

اکاؤنٹس کے ماہرین جو جماعت کے مالی نظام کے لئے کام کرسکیں۔

آرکیٹیکٹ:

متوقع تعلیمی معیار: ڈگری۔

ایسے واقفین جو دنیا بھر میں جماعت کی مساجد، ہسپتالوں اور دیگر عمارات کے ڈیزائن اور ان سے متعلقہ امور میں خدمت بجالاسکیں۔

بزنس ایڈمنسٹریشن:

متوقع تعلیمی معیار: ڈگری۔

ایسے واقفین جو مارکیٹنگ اور بزنس ایڈمنسٹریشن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جماعت کی کتب اور لٹریچر کی فروخت اور ہسپتالوں اور سکولوں وغیرہ کی پلاننگ اور ایڈمنسٹریشن کے متعلقہ امور کی نگرانی کرسکیں۔

زراعت:

متوقع تعلیمی معیار: ڈگری۔

افریقہ کے ممالک میں یا جہاں بھی آئندہ جماعت کو ضرورت ہو ایسے واقفین درکار ہوں گے جو مختلف پراجیکٹس پر کام اور نگرانی کرسکیں۔

ماہرینِ آثارِقدیمہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ واقفین میں سے ایسے بھی ہونے چاہئیں جو آثارِ قدیمہ کے مضمون میں اعلیٰ تعلیم اور تجربہ حاصل کریں اور قرآن مجید کے کلام اور نور کی روشنی میں اس مضمون کو لیں اور دنیا پر قرآن اور اسلام کی برتری ثابت کریں۔

انجینئرز:

یہ بھی ایک بہت وسیع میدان ہے۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے نتیجہ میں سول اور الیکٹریکل انجینئرز کی ضرورت ہوگی جو جماعت کی مساجد، عمارات اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے کام کو سنبھال سکیں۔اسی طرح الیکٹرونکس کے ماہر انجینئرز کی بھی ضرورت ہوگی جو جماعت کی ضروریات کو پورا کرسکیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے یہ عمومی رہنمائی ہے۔ ہر ملک میں واقفین کی رہنمائی کے لئے قائم کرئیر پلاننگ کمیٹیاں جماعت کے عالمی وملکی تقاضوں اور بچوں کے رجحانات اور استعدادوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مزید مشورہ دے سکتی ہیں۔

والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ابھی سے سنجیدگی سے سوچنا شروع کریں کہ ان کے بچوں نے کس نہج پر تعلیم حاصل کرنی ہے اور کس رنگ میں اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لئے صرف کرنی ہے۔اس تیاری میں یہ خیال کرکے دیر نہ کریں کہ ابھی بچے چھوٹے ہیں، جب بڑے ہوں گے تو دیکھا جائے گا۔ ابھی سے دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں اور پھر اپنی پوری سعی کے ساتھ اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوں۔

اللہ کرے تمام والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف کیا ہے اس ذمہ داری سے اس رنگ میں عہدہ برآ ہوں کہ ان کے بچے پیارے آقا کی تمناؤں اور والدین کی خواہشات کے مطابق نافع وجود بن کر خدمتِ اسلام و خدمت بنی نوع انسان میں اپنی زندگیاں صرف کررہے ہوں اور خدا تعالیٰ کے پیار کی نظریں ان پر پڑرہی ہوں آمین۔

❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

اقلیتوں کی حالت زار

(تحریر: حفیظ الرحمن)

{(یہ مضمون انگریزی میں "The Plight of the Minorities" اخبارُ ڈانُ(Dawn) لاہور 29/نومبر 2006ء میں شائع ہوا۔ ذیل میں اس کے ایک حصّہ کا اُردو ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔}

ہر ملک اور قوم میں نسلی، معاشرتی اور مذہبی اقلیتیں موجود ہوتی ہیں۔ ایک حقیقی اسلامی ریاست میں جو کہ پاکستان یقیناً نہیں ہے (اور ہر طرف اس قدر منافقت کی موجودگی میں اس کا امکان بھی نہیں ہے) اکثریت غیر مسلموں کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ لیکن شریعت کے حوالے سے عیسائیوں کے اپنے حقوق کی حفاظت کے جذبے کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔

اب اقلیتوں کے حوالہ سے ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس جھوٹے اطمینان میں مبتلا ہو کر کہ عیسائیوں اور خصوصًا احمدیوں کے ساتھ ہم بہت اچھا بلکہ فراخدلانہ سلوک کر رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ ہم نے سیاہ کو سفید کہنا شروع کر دیا ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے کہ دوغلا پن کیا ہوتا ہے آپ کو ہمارے سیاسی لیڈروں کے حال ہی میں جاری کردہ وہ بیانات پڑھنے ہوں گے جن میں انہوں نے بھارتی ہندوؤں کی عیسائیوں پر تشدّد کرنے پر مذمّت کی ہے۔

پاکستان کے عیسائیوں کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہے کہ ہم ان کے ساتھ احمدیوں کے مقابلے پر کتنا اچھا سلوک کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی عیسائی اپنے سینے پر کلمہ طیبہ سجالے تو ہم اس کو ہاتھوں پہ اٹھا لیں گے اور اس کو ''اعزازی مسلمان'' کے طور پر پیش کریں گے۔ لیکن اگر کوئی احمدی یہ جرأت کر بیٹھے تو ہم اس کو سال دو سال کے لئے جیل بھیج دیں گے۔

اسی طرح پاکستان میں تمام عیسائی ''السلام علیکم'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں یہاں تک کہ آپس میں بھی۔ لیکن اگر کوئی احمدی ایسا کرے تو یہ جرم ہے جس کی سزا جیل ہے۔ وہ ''نمستے'' کہہ سکتا ہے یا اگر چاہے تو ''ست سری اکال'' کہہ سکتا ہے لیکن وہ کسی کو ''سلام'' نہیں کہہ سکتا۔ حالانکہ یہودی بھی یہ کلمہ استعمال کرتے ہیں جب وہ 'شلوم' کہتے ہیں۔ اس لئے مَیں یہ کہتا ہوں کہ عیسائی نعمتوں کا شکر نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کا مذہب انہیں ایسا کرتے رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

حکومتی لیڈروں کے بیانات کے مطالعہ سے انکشاف ہوتا ہے کہ پاکستان اور اس کی مسلمان آبادی نے اقلیتوں کو غیر معمولی مراعات اور سہولیات سے نواز رکھا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر آپ اس دعوے کا پرچار کرنے والوں سے کہیں کہ وہ ان مراعات کا نام لیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ جہاں تک مولویوں کا تعلق ہے تو ان کے خیال کے مطابق تو یہ فراخدلی کی انتہا ہے کہ اقلیتوں کو پاکستان میں رہنے کی اجازت ہے۔ اب اور اِن کو کیا چاہئے۔

غیر مسلموں کے ساتھ سلوک اور ایک فرقے کا دوسرے فرقوں کو ماننے والوں کے ساتھ سلوک کے زمرے میں مُلکی ماحول اس قدر مشتدّ دانہ ہو چکا ہے کہ قائداعظم نے 17/اگست 1947ء کے دن (اگر یہ تاریخ مجھے صحیح طور پر یاد ہو) جو کچھ کیا اس کے بارہ میں سوچ کر ہم عَش عَش کر اٹھتے ہیں۔ اس دن قائد نے اور محترمہ فاطمہ جناح نے کراچی کے سینٹ پیٹرک کتھیڈرل میں خصوصی عبادت کے موقع پر حاضری دی تھی۔ نئی ریاست کی صحت اور عافیت کے لئے منعقد کی گئی اس دعائیہ عبادت کے بعد مسٹر جناح نے شہر بھر کے عیسائیوں کے سامنے اس مؤقف کو دہرایا کہ پاکستان میں مسلم اور غیر مسلم کے مابین قطعًا کوئی امتیاز نہیں ہوگا۔

کراچی کے بڑی عمر کے عیسائی اور پارسی ان کے ان الفاظ کا بڑی عقیدت سے ذکر کرتے ہیں اور یاد کرتے ہیں کہ کیسے انہوں نے یقین دلایا تھا کہ پاکستان ان کا بھی اتنا ہی وطن ہے جتنا کہ مسلمانوں کا۔ آج وہ سوچتے ہوں گے کہ قائد کون سے پاکستان کا ذکر کر رہے ہیں....۔

موجودہ صورت حال میں جو کہ بلاشک وشبہ سالہا سال سے ہماری اپنے لیڈروں کی ہی پیدا کردہ ہے۔ سب سے اہم ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی اقلیتوں کو اور مسلمانوں کے اقلیتی فرقوں میں یہ اطمینان پیدا کیا جائے کہ نہ صرف یہ کہ وہ خود حفظ وامان میں ہیں بلکہ ان کے حقوق بھی محفوظ ہیں۔

اگرچہ دہشتگردی کے انفرادی واقعات کے خلاف کوئی دفاع کارگر نہیں ہو سکتا لیکن حکومت اور قوم کو بحیثیت مجموعی مہذّب طرزِ عمل کے لحاظ سے کبھی بھی اپنے آپ کو ایک خاص سطح سے نیچے نہیں گرانا چاہئے۔ بدقسمتی سے معاشرے کو اسلامی اصولوں کی بنیاد پر تقویت دینے کی خاطر اٹھائے گئے اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ تمام مسلم آبادی شدّت پسند ہوگئی ہے۔

کوئی نو سال پہلے کی بات ہے کہ جنوبی پنجاب کے ایک عیسائی آبادی کے گاؤں شانتی نگر پر مسلمان انتہا پسندوں نے بے بنیاد طور پر پھیلائی گئی افواہوں کی وجہ سے حملہ کر دیا۔ انہوں نے وحشیوں کا سا طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے گاؤں کو تباہ کر دیا۔ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے نہ تو ان آفت زدوں کے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے کچھ کیا اور نہ ہی مجرموں کے خلاف کوئی اقدام کیا۔ اس وقت کے وزیراعظم کا یہ معمول تھا کہ وہ عصمت دری کے واقعات کے موقع پر تو ضرور جاتے تھے لیکن انہوں نے شانتی نگر جانا ضروری نہیں سمجھا۔

پھر غالبًا 1999ء میں سندھ کے کسی علاقہ میں ایک سو ہاریوں کو اغواء کر لیا گیا جو کہ بظاہر ہندو مرد عورتیں اور بچے تھے۔ اس ظالمانہ فعل کے پیچھے کیا محرکات تھے اس کے بارہ میں تو کچھ معلوم نہیں لیکن اگر اقلیتی لیڈروں اور چند ایک اچھے مسلمانوں نے شوروغوغا نہ کیا ہوتا تو اس المیے کا علاج کبھی نہ ہو سکتا۔

اغواشدگان کی اکثریت کو رہا کرا لیا گیا لیکن ان کو اس عذاب میں مبتلا کرنے والا کون تھا؟ اور کیا ان لوگوں کو پہنچنے والی ذہنی کوفت کا مداوا کیا؟ شریعت کے دعوے دار کہاں گئے؟ ایسا لگتا ہے کہ اس وقت کے سندھ کے وزیراعلیٰ مسٹر لیاقت جتوئی اس وقت دُنیا کے سب سے ضروری کام میں مصروف تھے یعنی اپنی حکومت بچانے میں۔ اس لئے آپ اس بے چارے سے شکوہ نہیں کر سکتے۔

پچھلے سال ایک اسی قسم کے واقعہ کے بارہ میں مَیں نے ایک عیسائی خاتون کے ایک قومی سطح کے اردو اخبار کے ایڈیٹر کے نام لکھے ہوئے لمبے مراسلے میں سے کچھ اقتباس شائع کئے تھے۔ مَیں یہاں اس کی مسلمانوں کے تعصّب اور غیر مسلموں کے بارہ میں گمراہ کن پراپیگنڈا کے بارہ میں شکایات کا ذکر نہیں کروں گا۔ لیکن مَیں یہاں اس کے خط کا ایک فقرہ ضرور لکھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ '' آیئے مَیں آپ کو اپنے دل کی بات بتاؤں۔ مَیں دیانتداری سے یقین رکھتی ہوں کہ یہ ہم عیسائیوں کی دعائیں ہیں جن کی وجہ سے پاکستان بچا ہوا ہے۔ ورنہ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر کے اور ان لوگوں کو قتل کر کے جن کے ساتھ تم لوگوں کا عقیدہ کا اختلاف ہے اس ملک کو بہت عرصہ پہلے ختم کر چکے ہوتے''۔

مسجد احمدیہ کبونگونگوئی (یوگنڈا) کی بابرکت افتتاحی تقریب

(رپورٹ: اعجاز احمد نیر۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

کبونگونگوئی (Kabongongoi) ضلع کپچوروا (Kapchorwa) میں واقع ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور یہ گاؤں یوگنڈا کے دوسر بڑے شہر امبالے کے قریب واقع ایک خوبصورت گاؤں ہے۔ اس کے پاس ہی Sipi Falls بھی واقع ہیں۔

اس جماعت کا قیام 1991ء میں مکرم علی لیومبا صاحب (Ali Lumuba) کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچنے پر ہوا۔ مکرم کاموڈاما صاحب پہلے احمدی ہیں جنہیں بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے ایک بیٹے مکرم عبدالعزیز صاحب چیمونگے (Chemonges Aziz) معلمین ٹریننگ سینٹر یوگنڈا سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مکرم مولانا سیبی ٹینگیرو محمد صاحب (Ssebetengero Muhammad) نے جماعت کی ابتدائی تربیت کی۔ مسجد احمدیہ کے لئے جگہ ایک احمدی مکرم محمد چیموٹائی صاحب نے دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

14/جنوری 2007ء کا دن جماعت احمدیہ امبالے زون کی تاریخ میں بڑا اہم دن تھا۔ صبح کے وقت مسجد احمدیہ کاٹےکوانہ (Katekwana) کا افتتاح کرنے کے بعد اب خدا کے فضل سے دوسرے علاقے میں مسجد احمدیہ کا افتتاح ہو رہا تھا۔ اس کے لئے ایک وفد امبالے سے پہنچا جس میں مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا، مبلغین سلسلہ، نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران شامل تھے۔ جب یہ قافلہ گاؤں پہنچا تو فضا اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کے نعروں سے گونج اٹھی۔ استقبال کرنے والوں میں جماعت کے عہدیدار، حکومتی نمائندے اور غیر از جماعت احباب شامل تھے۔ مسجد احمدیہ کے اردگرد کے علاقہ کو روایتی طور پر کیلے کے درختوں اور پتوں سے سجایا گیا تھا۔

استقبال کے بعد مکرم امیر صاحب نے احباب جماعت اور حکومتی نمائندوں کی موجوگی میں تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا کے ساتھ اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب اور دیگر احباب نے مسجد کے اندر نماز ظہر ادا کی۔

نماز کے بعد مسجد سے ملحقہ ایک پلاٹ میں افتتاحی تقریب ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حکومتی نمائندوں نے اپنی تقاریر میں جماعتی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں جاری رکھنے اور مزید بڑھانے کی درخواست کی۔

بعدہ مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج پھر ہم اپنی آنکھوں سے ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کی کناروں تک پہنچاؤں گا'' کا خدائی وعدہ پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے مسجد کے مقام اور اہمیت بتاتے ہوئے کہا کہ اس خانہ خدا میں ہر عاشق خدا کو عبادت کی اجازت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گھر کو آباد کرنے سے آپ بہت سی برکتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد سب نے مل کر لوکل زبان میں ایک نظم پڑھی جس سے فضا ایک بار پھر لا الہ الا اللہ کی صدا سے گونج اٹھی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اور اس میں عبادت کرنے والوں کو اپنی برکات سے نوازے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہئے

☆...... یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔

☆...... اس کے مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین ہوتی ہے۔

☆...... اس میں درج ملفوظات وارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وخلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے ہیں۔

☆...... اس میں خلفائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبات، خطابات، مجالس سوال وجواب، مجالس عرفان وغیرہ کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔

☆...... یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح اس میں جماعت کی عالمی خبریں اور اشاعت اسلام کے لئے سرگرمیوں کی رپورٹس بھی شائع ہوتی ہیں۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم رشید احمد چودھری صاحب

محترم چودھری رشید احمد صاحب یکم دسمبر 1934ء کو مکرم چودھری بشیر احمد صاحب مرحوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لاہور سے حاصل کی اور پھر تعلیم الاسلام کالج سے B.Sc کی۔ لاہور سے B.T. کرکے آپ محکمہ پولیس میں سب انسپکٹر ملازم ہوگئے۔ اسی دوران L.L.B. بھی کرلیا۔ دس سال پولیس کی ملازمت کرنے کے بعد استعفیٰ دیدیا اور 1967ء میں بطور ٹیچر لندن آگئے اور یہاں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ 1974ء میں برطانیہ کے شعبہ تعلیم کے لئے ایک کتاب The Stories from Early Islam تحریر کی۔ 1986ء میں آپ کو حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ انٹرنیشنل مقرر فرمایا۔ آپ کو ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' کا پہلا مدیر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ چلڈرن بک کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے جس کے تحت درجن سے زائد کتب شائع ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ ساؤتھ فیلڈ ٹرسٹ کے سیکرٹری اور قضاء بورڈ یوکے کے رکن کے طور پر بھی خدمات کی توفیق ملی۔ 1998ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد کُل وقتی خدمت دین میں مصروف ہوگئے اور بیماری کے باوجود بڑی تندہی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 29؍دسمبر 2005ء کو وفات پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21؍فروری 2006ء)

محترم مرزا محمد خان صاحب

محترم مرزا محمد خان صاحب 5؍جنوری 1920ء کو ضلع کوہاٹ کے گاؤں کریڈنڈ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک وہیں سے کرکے کوہاٹ کالج میں داخل ہوئے لیکن بارہویں جماعت میں تھے جب 1938ء میں برٹش فوج میں ملازمت کرلی اور اُسی سال ہانگ کانگ کے محاذ پر بھیج دیئے گئے۔ ڈیڑھ برس کے بعد وہاں جاپانی فوج کے ہاتھوں قید ہوئے اور قریباً ساڑھے تین سال جنگی قیدی رہ کر واپس آئے۔ پھر مختلف زرعی فارموں میں ملازمت کرتے رہے۔ اس دوران جماعت کی مخالفت بھی کرتے رہے اور احمدیہ کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا۔ آخرکار 5مئی 1964ء کو حضرت مرزا عبدالحق صاحب کی تحریک پر حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد خاندان کی طرف سے مکمل بائیکاٹ کردیا گیا جو آخروقت تک جاری رہا۔ خاندان سے رابطہ کرکے اُن کی غلط فہمیاں دُور کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔ 1987ء میں دو ماہ سے زائد سرگودھا میں اسیرراہ مولیٰ بھی رہے جبکہ کیس قریباً اڑھائی سال کے بعد باعزت بری ہونے کے ساتھ ختم ہوا۔ اس سے قبل 1983ء میں آپ کا تقرر بطور معلم سرگودھا کی جماعت میں کیا گیا۔ 1990ء تک یہ خدمت سرانجام دی۔ 14؍جون 2005ء کو حیدرآباد میں وفات پائی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10؍فروری 2006ء میں آپ کا مختصر ذکر خیر آپ کے بیٹے مکرم منیر احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم محمد احمد فیض صاحب

محترم محمد احمد فیض صاحب 31؍دسمبر 1937ء کو رجوعہ ضلع گجرات میں مکرم امام الدین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد کراچی میں الیکٹرک فٹر کے طور پر کام شروع کیا لیکن اپنے والد کی تحریک پر 1961ء میں زندگی وقف کردی۔ 1962ء میں دفتر وقف جدید کے تحت خدمت کا سلسلہ شروع کیا جو 43سال تک جاری رہا۔ 1965ء میں آپ ہڈیارہ میں متعین تھے جب کچھ عرصہ جنگی قیدی بھی بنائے گئے۔ پھر نگرپارکر میں تقرر ہوا۔ وہاں ہندوؤں میں تبلیغ کی خاطر آپ نے ہندو کتب کا مطالعہ کیا اور اصل کتب سے مفید حوالے اکٹھے کئے۔ بہت ملنسار، غمگسار اور مہمان نواز تھے۔

4؍دسمبر 2005ء کو آپ نے وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹے مکرم غلام احمد صاحب دفتر وقف جدید میں خدمت کررہے ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3؍فروری 2006ء)

محترم احمد خان صاحب

محترم احمد خان صاحب 13؍مارچ 1939ء کو مکرم یار محمد خان صاحب بستی مندرانی ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ مڈل کے بعد مختلف کاموں میں مصروف رہے۔ 1969ء میں خوابوں کی بناء پر زندگی وقف کی اور وقف جدید کے تحت بطور معلم خدمت کا سلسلہ شروع کیا جو 36 سال تک جاری رہا۔ 26؍جنوری 2006ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم بہت ملنسار، مہمان نواز اور سادہ و درویشانہ طبیعت کے مالک تھے، صاحب رویاء وکشوف تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6؍فروری 2006ء)

محترم صوبیدار عبدالمنان دہلوی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13؍فروری 2006ء میں مکرم ریاض احمد چودھری صاحب اپنے سسر محترم صوبیدار عبدالمنان دہلوی صاحب کا مختصر ذکرخیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ 23؍اپریل 1916ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم دہلوی صاحبؓ کو جنوری 1901ء میں قبول احمدیت کی سعادت عطا ہوئی جبکہ آپ کی والدہ نے بعد میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔ لیکن اخلاص میں اتنی ترقی کی کہ تعمیر مسجد لندن کے لئے اپنا سارا زیور پیش کردیا۔ 1926ء میں اُن کی وفات ہوگئی۔ آپ کے والد محترم نے 1930ء میں اپنے تین بیٹوں کو جن میں محترم عبدالمنان صاحب بھی شامل تھے، حصول تعلیم کے لئے قادیان بھجوادیا۔

1939ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر محترم عبدالمنان دہلوی صاحب اپنے بھائیوں کے ہمراہ فوج میں بھرتی ہوگئے۔ پھر 1947ء میں حفاظت مرکز کی خدمت بجالائے۔ اسی دوران جب قادیان کے قریبی گاؤں ستھیالی پر سکھوں نے حملہ کیا تو آپ بھی گاؤں والوں کی حفاظت کے لئے بھجوائے گئے۔ سکھوں کے ساتھ لڑائی میں آپ کے سینہ کے دائیں جانب گولی لگی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچالیا۔ بعد میں میوہسپتال لاہور میں جسم سے گولی نکالی گئی۔

آپ کو 1955ء تک رضاکارانہ طور پر حضورؓ کی آواز پر لبیک کہنے کا موقع ملا جب پہلے آپ رتن باغ لاہور میں احمدی کیمپ کے انچارج مقرر ہوئے۔ پھر مجاہد کیمپ سرائے عالمگیر میں منتقل کردیئے گئے اور بعد میں فرقان فورس کے تحت کشمیر کے محاذ پر خدمات سرانجام دیں۔ ربوہ واپس آکر حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ 1958ء میں افسر حفاظت بنائے گئے۔ بعد میں حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے دَور میں بھی خدمت کو جاری رکھا۔ 1967ء میں حضورؒ کے ہمراہ دورۂ یورپ پر بھی جانے کا موقع ملا۔

آپ تہجد گذار، دعاگو، داعی الی اللہ اور مجسم دعا بزرگ تھے۔ موصی تھے اور چندوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ 7؍اگست 2002ء کو ربوہ میں وفات پائی۔

گھوڑوں کی اعلیٰ اقسام

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23؍جنوری 2007ء میں بریگیڈیئر (ر) سید ممتاز احمد صاحب کا ایک معلوماتی مضمون شائع ہوا ہے جس میں اعلیٰ قسم کے گھوڑوں کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اٹھارہویں صدی میں برطانیہ میں اعلیٰ جانور پالنے کا شوق شروع ہوا۔ اُس زمانہ میں یہاں گھوڑوں کی کئی نسلیں تھیں جو خوبصورت نہ تھیں۔ ایک برطانوی ایک عرب گھوڑا خرید لایا جو اپنے مالک کے نام سے Darley Arabian کہلایا۔ ایک دوسرا انگریز ترکی سے ایک گھوڑا خرید کر لایا جو اسی مناسبت سے Byerlay Turk کہلایا۔ گھوڑوں کا وسیع تجربہ رکھنے والا ایک تیسرا انگریز Mr. Godolphin پیرس (فرانس) گیا تو اُس نے وہاں ایک غریب فرانسیسی کی گاڑی میں جتا ہوا خستہ حال گھوڑا دیکھا جسے اُس نے فوراً ہی ایک بڑی رقم دے کر خرید لیا اور اُسے انگلستان لے آیا۔ ان گھوڑوں کی جب انگلستان میں موجود گھوڑیوں سے افزائش کی گئی تو بڑے سڈول اور خوبصورت جانور پیدا ہوئے جنہوں نے دوڑ میں انگریز گھوڑوں پر ہر طرح سبقت حاصل کرلی۔ اس طرح انگلستان میں ایک سوسائٹی کی بنیاد پڑی اور مذکورہ تینوں گھوڑوں کی نسل کا باقاعدہ ریکارڈ رجسٹر میں درج ہونے لگا اور ان کا نام ''تھارو بریڈ'' یعنی بہترین نسل رکھا گیا۔ یہ نسل گھوڑدوڑ میں اتنی مقبول ہوئی کہ آج تمام دنیا میں پائی جاتی ہے لیکن ان کا شجرۂ نسب ہمیشہ مذکورہ تین میں سے کسی ایک گھوڑے سے جا ملے گا۔

اس کے بعد عرب گھوڑے اس قدر مقبول ہوئے کہ کئی لوگ عرب، ترکی، مصر، عراق اور اردن سے گھوڑے خرید کر یہاں لانے لگے اور نسل کشی شروع کردی۔ ان میں ایک جرمن کارل بھی تھا جو ایک عرب قبیلہ کا رکن بن گیا اور کئی سال اُن کے ساتھ رہا، جنگوں میں بھی حصہ لیتا رہا۔ اُس نے تمام عرب گھوڑوں کا غور سے مطالعہ کیا اور واپس آکر ایک کتاب لکھی جس کا انگریزی ترجمہ Black Tents of Arabia ہے۔ اس کتاب کے مطابق عربی نسل کے گھوڑوں کی تین اقسام ہیں۔ ایک طاقت میں مشہور ہے، ایک برق رفتار ہے اور تیسری قسم حسن کا پیکر ہے۔

ایک انگریز لڑکی بھی جو کسی عرب سردار کی بیٹی بن گئی تھی، وہاں لمبا عرصہ رہنے اور عربی نسل کے گھوڑوں کا وسیع تجربہ حاصل کرکے واپس آئی اور Lady Wentworth کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس نے انگلستان میں عربی نسل کے گھوڑوں کی نسل کی افزائش گاہ (Stud) قائم کی۔ اُس کی وفات پر جب اس Stud کے گھوڑے نیلام ہوئے تو اُن میں سے دس عدد پاکستانی فوج نے بھی خریدے جن کی نسل کشی اب بھی جاری ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4؍جنوری 2006ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم ''میرا پردہ'' شامل اشاعت ہے۔ اس طویل نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خدا سے عہد و پیاں کی علامت ہے مرا پردہ
سمعنا اور اطعنا کی شہادت ہے مرا پردہ
مجھے قرآن کی آواز پر لبیک کہنا ہے
سو اِک شرط وفا ہے استقامت ہے مرا پردہ
محمدؐ کی غلامی پر فدا ہر ایک آزادی
مرے سرکار کی جانب سے خلعت ہے مرا پردہ
زباں سے کیا کہوں میں آج کی آزاد عورت کو
سو اِک خاموش اظہار ملامت ہے مرا پردہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

20th April 2007 – 26th April 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 20th April 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 427, Recorded on 22/07/1998.
02:05 Seerat-un-Nabi (saw)
02:45 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Germany.
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 174, Recorded on 7th January 1997.
04:55 Poem Recital Competition.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Children's class with Huzoor. Recorded on 19th March 2005.
08:10 Le Francais C'est Facile: programme no. 103.
08:35 Siraiki Service
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 19 recorded on 11th November 1994.
10:20 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:10 Tilaawat & MTA News review
14:10 Dars-e-Hadith
14:30 Bangla Shomprochar: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:35 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:05 Interview: An interview about the life of Maulana Abdul Malik Khan.
18:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 103 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 06/04/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:10 MTA Variety: The message revealed; an introduction to the life of the Holy Prophet (saw).
22:45 Urdu Mulaqa'at: Session 19 [R]

Saturday 21st April 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 103.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 428, Recorded on 23/07/1998.
02:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 20th April 2007.
03:55 Interview: An interview about the life of Maulana Abdul Malik Khan.
04:40 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Session no. 19. Recorded on 11th November 1994.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 28th January 2006.
08:05 Seerat Sahaba Masih-e-Maud (as)
08:50 Friday Sermon [R]
10:05 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:10 Moshaa'irah: an evening of poetry
17:10 Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 24/05/1997. Part 2.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
21:00 MTA International Jama'at News
21:35 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 22nd April 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Qur'an Quiz
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 429, recorded on 28/07/1998.
02:30 Kidz Matter
03:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 20th April 2007.
04:05 Moshaa'irah: an evening of poetry
05:05 Attractions of Australia
05:35 Quran Quiz
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor. Recorded on 9th September 2006.
08:15 Huzoor's tour: a programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
09:25 Kidz Matter: kids discussion programme.
10:05 Indonesian Service
11:05 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 23rd March 2007.
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00 Bangla Schomprochar
14:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10th March 2007.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
16:15 Huzoor's Tours [R]
17:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996.
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz Matter [R]
20:30 MTA International News Review [R]
21:00 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:10 Huzoor's Tours [R]
23:20 Ilmi Khutbaat

Monday 23rd April 2007

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Learning Arabic: lesson no. 28
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 430, Recorded on 27/09/1998.
02:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 10th March 2007.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996.
04:40 MTA Travel: a visit to Morocco.
05:05 Ilmi Khutbaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 1st July 2006.
08:15 Le Francais C'est Facile: programme no. 50
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th December 1997.
10:00 Indonesian Service
10:55 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about the migration of the Holy Prophet (saw) to Medina.
11:45 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 19/05/2006.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
16:30 Medical Matters
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 431, Recorded on 05/08/1998.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:20 Friday Sermon: recorded on 12/05/2006 [R]
23:20 Spotlight: an urdu speech delivered by Laiq Ahmad Abid on the topic of the truth of the Promised Messiah (as).

Tuesday 24th April 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Learning French
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 431, Recorded on 05/08/1998.
02:30 Friday Sermon: recorded on 12/05/2006.
03:35 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
Recorded on 15th December 1997.
04:40 Spotlight
05:15 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Children's class with Huzoor. Recorded on 2nd April 2005.
08:15 Learning Arabic: Programme no. 28
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996.
09:55 Indonesian Service
10:55 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Jalsa Salana Spain 2005: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 8th January 2004.
15:05 Learning Arabic: Programme no. 28 [R]
15:20 Al-Wassiyat
16:00 Children's Class
17:25 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Children's Class [R]
22:25 Al-Wasiyyat
23:05 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 25th April 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Learning Arabic: Programme no. 28
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 432. Recorded on: 06/08/1999.
02:30 Jalsa Salana USA 2006: proceedings of the Jalsa, including speeches by various speakers.
03:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1996.
04:35 Al-Wasiyyat
05:05 Jalsa Salana Spain 2005
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 11th February 2006.
08:10 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:50 MTA Variety: a documentary about Macadamia nuts.
09:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th June 1996.
10:15 Indonesian Service
11:10 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Ilmi Khitabaat
15:00 Jalsa Speeches: a speech delivered by Aftab Ahmad Khan on the topic of 'the upbringing of children'. Recorded on 27th July 1996.
15:25 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:25 MTA Variety [R]
16:55 Question and Answer Session [R]
18:00 Discussion: the importance of the veil.
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 433, recorded on 11/08/1998.
20:35 MTA International News Review
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:05 Jalsa Speeches [R]
22:35 Hamaari Kaaenat
23:15 Ilmi Khitabaat

Thursday 26th April 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Discussion: on the topic of the importance of the veil.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 433, recorded on 11/08/1998.
02:35 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:05 Hamari Kaa'enaat
03:50 Ilmi Khitabaat
04:40 Discussion
05:05 MTA Variety: Macadamia nuts
05:30 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor. Recorded on 11th November 2006.
08:00 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 20. Recorded on 12/06/1994.
09:05 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Germany.
10:05 Indonesian Service
11:05 Al Maa'idah
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 175, recorded on 11th February 1997.
15:05 Huzoor's Tours [R]
16:10 English Mulaqa'at [R]
17:20 Poem Recital competition
18:30 Arabic Service
20:35 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 175 [R]
22:20 MTA Variety
23:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday April 13, 2007 | Issue No. 15

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت مصلح موعودؓ کا ہوشیار پور میں پُرشوکت اور تاریخی اعلان

اوائل 1944ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے انکشاف فرمایا کہ آپ ہی 20؍فروری 1886ء کی پیشگوئی کے مصداق ہیں تو ہوشیار پور میں 20؍فروری 1944ء کو ایک تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے ماتحت سٹیج ایسی جگہ پر تھی جہاں سے وہ کمرہ سامنے نظر آتا تھا۔ آج بھی یہ نظارہ آنکھوں کے سامنے ہے پیشگوئی نے جسے ”جلال الٰہی کے ظہور کا موجب“ قرار دیا تھا اس کے مصداق نے جلال اور شوکت سے پُرآواز میں فرمایا:

”جس لڑکے کا مَیں نے ذکر کیا ہے وہ مَیں ہی ہوں۔ میرے ذریعہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے جماعت کا اصرار تھا کہ مَیں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کروں۔ مگر مَیں خاموش رہا حتی کہ گزشتہ جنوری کے مہینہ میں لاہور میں مجھے ایک رؤیا دکھایا گیا جس میں مجھے بتایا گیا کہ اس پیشگوئی کا مصداق مَیں ہی ہوں“۔

فرمایا:

”مَیں اس واحد وقہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح ہوئی ہے...... پس مَیں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا تھا۔

آخر میں حضور نے فرمایا:

”مَیں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اس کے مقابلہ میں کھڑی ہوں گی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھوں سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا“۔

(روزنامہ الفضل 24؍فروری 1944ء)

❁❁❁❁❁❁❁

عشق رسول کا عارفانہ معیار

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”تمہارا ایمان تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر دس کروڑ بادشاہ بھی تمہیں آ کر کہیں کہ ہم تمہارے لئے اپنی بادشاہتیں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تم ہماری صرف ایک بات مان جو اسلام کے خلاف ہے تو تم ان دس کروڑ بادشاہوں سے کہہ دو کہ تُف ہے تمہاری اس حرکت پر، مَیں تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کے مقابلہ میں تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بادشاہتوں پر جُوتی بھی نہیں مارتا“۔

(روزنامہ الفضل 30؍جون 1942ء صفحہ6)

❁❁❁❁❁❁❁

عالمگیر پاکستان کا آفاقی تصور

12؍اکتوبر 1946ء کا واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود دہلی میں قیام فرما تھے۔ حضور انور نماز ظہر اور نماز مغرب کے بعد مجلس عرفان میں رونق افروز ہوئے اور فرمایا:

”ہم تو پاکستان اس کو سمجھتے ہیں کہ سب لوگوں کو مسلمان کیا جائے۔ اگر بالفرض مَیں بادشاہ بن جاؤں اور باقی سب ہندو ہوں تو پاکستان ہم کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ پس ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ **ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا پاکستان بن جائے ان معنوں میں کہ سب کے سب مسلمان ہوں**“۔

اس سلسلہ میں مزید فرمایا:

”اصل چیز یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب کو فتح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن مجید دیا ہے۔ اس کے ذریعہ ہم قلوب فتح کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا (الفرقان:53) قرآن مجید لے کر جہاد کرو کیونکہ **قرآن مجید ہی اصل تلوار ہے**“۔

(روزنامہ الفضل 17؍اکتوبر 1946ء صفحہ2)

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والا پہلا خوش نصیب یورپین اٹلی کا باشندہ تھا

اخبار الفضل قادیان نے 17؍اکتوبر 1946ء کی اشاعت میں صفحہ 2 پر یہ پُرمسرّت خبر دی:

قادیان 16؍اکتوبر۔ کل بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس عرفان میں ایک اٹالین نومسلم نوجوان کے متعلق جو مجلس میں موجود تھے فرمایا کہ وہ دوران جنگ میں بطور جنگی قیدی ہندوستان لائے گئے تھے۔ وہ پہلے بھی یہاں آئے تھے اور بیعت کرنے کے لئے انہوں نے کہا تھا۔ جس پر مَیں نے انہیں تحقیقات کرنے کے لئے کہا۔ اب پھر وہ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے تحقیقات کی ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کو انشراح بخشا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ مفید وجود بن جائیں گے۔

مجلس کے اختتام پر حضور نے ان کی درخواست پر بیعت لی۔ بیعت کے الفاظ اردو اور عربی میں وہ نہایت عمدگی کے ساتھ دہراتے گئے۔ وہ کسی قدر اردو بول اور سمجھ لیتے ہیں اور انگریزی اچھی طرح لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ بیعت کے بعد حضور نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

”آپ پر اللہ تعالیٰ نے کئی فضل کئے ہیں۔ آپ اُردو سمجھتے ہیں اور اُردو الفاظ میں آپ نے بیعت کی ہے۔ آپ پہلے یورپین ہیں جنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے پہلے خط کے ذریعہ بیعت کرتے رہے ہیں۔ گو اٹلی میں احمدی ہیں مگر سب سے پہلے آپ نے قادیان کو اور ہم لوگوں کو دیکھا“۔

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

❁❁❁❁❁❁❁

حَسین حمد و ثنا پر آنحضرتؐ کا اپنے دست مبارک سے انعام

حضرت انسؓ بن مالک خادم الرسولؐ (متوفّی مئی 711ء بعمر 103 برس) کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے تھے۔ آپ کو کم وبیش دس سال تک شہ لولاک رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کا مثالی اعزاز حاصل ہوا۔ تمام مشہور غزوات النبی میں جاںنثاروں کی طرح آنحضور کے ہمرکاب رہے اور سعادت ابدی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بحرین میں افسر صدقات کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ حضرت انس بن مالکؓ حدیثوں کے بیان میں حد درجہ احتیاط سے کام لیتے تھے۔ آپ کو روایت صحابہ میں نہایت بلند مقام حاصل ہے۔ آپ سے جو مستند روایات مروی ہیں ان میں یہ بھی مشہور روایت ہے کہ اگر حضرت ابراہیم (صاحبزادہ رسولؐ) زندہ ہوتے تو یقیناً سچے نبی ہوتے۔

(اسدالغابہ مؤلفہ حضرت علامہ ابن اثیر زیر لفظ ابراہیم)

حضرت انسؓ بن مالک بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک اعرابی کے پاس سے ہوا۔ وہ اپنی نماز میں یوں دعا کر رہا تھا کہ (ترجمہ) ”اے وہ جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، جس تک قیاس کی رسائی نہیں، جس کا وصف کرنے والے پورا وصف بیان نہیں کر سکتے، جس میں حوادث کوئی تغیر پیدا نہیں کر سکتے، جسے شکست کا کوئی خطرہ نہیں، جو پہاڑوں کے بوجھ، سمندروں کے پیمانے، بارشوں کے عدد قطرات، درختوں کی تعداد برگ سے واقف ہے اور ان تمام چیزوں کی تعداد سے بھی باخبر ہے جن پر شب کی تاریکی یا دن کی روشنی پڑی ہو۔ جن کی آنکھوں سے کوئی آسمان دوسرے آسمان کو، کوئی زمین دوسری زمین کو، کوئی سمندر اپنی گہرائی کے اندر کی چیزوں کو اور کوئی پہاڑ اپنی چٹان کے اندر کی اشیاء کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ میری عمر کے آخری حصّے کو بہترین حصّۂ زندگی اور میرے آخری اعمال کو بہترین عمل بنا اور میرا بہترین دن اسے بنا جس دن مَیں تجھے ملوں“۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر ایک آدمی کو اس کے پاس متعین فرما دیا کہ جب یہ نماز پڑھ چکے تو اسے میرے پاس لے آؤ۔ نماز ادا کرنے کے بعد وہ اعرابی حضورؐ کے پاس آیا۔ حضورؐ کے پاس اس وقت سونے کا ایک ڈلا تھا جو کسی کان سے نکلا تھا اور حضور کے پاس بطور ہدیہ آیا تھا۔ جب وہ اعرابی حضورؐ کے پاس آیا تو حضور نے اُسے وہ سونا دے دیا اور پوچھا کہ تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ بنی عامر بن صَعْصَعَہ سے۔ پوچھا: جانتے ہو مَیں نے یہ سونا کیوں دیا ہے؟ عرض کیا کہ: اس لئے کہ ہمارے آپ کے درمیان صلہ رحمی کا تعلق ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بلا شبہ رحم کا بھی حق ہوتا ہے لیکن مَیں نے تمہیں سونا اس لئے دیا ہے کہ تم نے اِس وقت اللہ کی بڑی نفیس ثنا کی ہے“۔

(اوسط۔مترجم محمد جعفر شاہ صاحب ندوی پھلواری۔مندرجہ ”انتخاب حدیث“ صفحہ513-514۔ ناشر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔طبع اول 1954ء)

حضرت انس بن مالکؓ نے بصرہ میں تمام صحابہ کے آخر میں انتقال کیا اور بصرہ سے دو میل پر سپرد خاک کئے گئے۔ آپ کی نماز جنازہ قطن بن مدرک نے پڑھائی۔ (اسد الغابہ)

❁❁❁❁❁❁❁

بیوہ کا نکاح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو وہ دوسرا خاوند کرنا ایسا بُرا جانتی ہے جیسا کوئی بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ مَیں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاک دامن بیوی ہو گئی ہوں۔ حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں بُرے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کے لعن طعن سے نہ ڈرے۔ ایسی عورتیں جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہیں خود لعنتی اور شیطان کی چیلیاں ہیں جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے۔ جس عورت کو اللہ اور رسول پیارا ہے اس کو چاہئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے“۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 85)